﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۳/اگست ۲۰۰۴ء | ۱۲/جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ ہجری قمری ❁ ۱۳/ظہور ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی | شمارہ ۳۳

بخشش خدا کا اختیار ہے

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ مَیں نے اسے بخش دیا اور جس شخص نے یہ کہا تھا، اس کے اعمال ضائع کردئے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن تقنيط الانسان)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38ویں جلسہ سالانہ کا اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں کامیاب وبابرکت انعقاد

75 ممالک کے 25 ہزار سے زائد افراد کی اس روحانی اجتماع میں شمولیت

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات، نماز تہجد، درس، علماء سلسلہ کی پُرمغز تقاریر، غیر مسلم معززین کے خطابات وپیغامات، 12 زبانوں میں رواں ترجمہ، نیشنل اخباروں اور الیکٹرانک میڈیا پر وسیع تشہیر، لنگر خانہ، رہائش گاہوں اور کار پارکنگ کا وسیع انتظام، مفت طبی امداد

وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ٹونی بلیئر، صدر جمہوریہ سری لنکا چندریکا بندرانائیکہ کمارا ٹنگا، جناب وزیر اعظم گیانا اور عزت مآب صدر مملکت غانا اور دیگر اہم شخصیات کے ذاتی پیغامات۔

(رپورٹ: لئیق احمد طاہر۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۴ء)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسلام آباد ٹلفورڈ میں خلافت خامسہ کے مبارک دور کا دوسرا اور جماعت احمدیہ برطانیہ کا 38 واں جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے ان گنت افضال وانوار روحانیہ کے جلو میں 30 جولائی تا یکم اگست 2004ء کو منعقد ہوکر انتہائی ایمان افروز ماحول میں اپنے اختتام کو پہنچا۔

امسال احباب وخواتین کے آرام کے لئے جلسہ کے انتظامات میں متنوع قسم کی سہولتیں مہیا کی گئی تھیں۔ بیٹھنے کے لئے شامیانوں میں نہ صرف بہت وسعت پیدا کردی گئی تھی بلکہ شامیانوں میں پہلی بار چھت کی طرف اور اطراف میں گرم ہوا کے باہر نکلنے (VENTILATORS) کا انتظام بھی تھا۔ جسکی وجہ سے جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہاں کے اعتبار سے شدید گرمی کے باوجود قابل برداشت درجہ حرارت رہا۔ الحمد للہ۔ جلسہ سالانہ اور جلسہ گاہ کے تمام انتظامات میں نمایاں بہتری مشاہدہ میں آئی اور احباب برملا اسکا اظہار کرتے رہے اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا سے زبانیں معطر رہیں۔ سٹیج کے ایک طرف لوائے احمدیت اور برطانیہ کے جھنڈے لہرانے کا انتظام تھا۔ اس جگہ دنیا کے 178 ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے جن میں احمدیت کا نفوذ ہوچکا ہے۔

جلسہ کے پہلے روز سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے افتتاحی خطاب سے قبل جماعت احمدیہ عالمگیر کا جھنڈا لہرایا جس کے ساتھ ہی ساری فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے برطانیہ کا علم لہرایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے بعد دعا کروائی اور مردوں کے پنڈال میں تشریف لاکر جلسہ سالانہ کی افتتاحی کارروائی کے لئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ اس موقع پر احباب کے وفور شوق کا منظر دیدنی تھا۔ ساری فضاء میں نعرہ ہائے تکبیر اور نبی پاک ﷺ پر درود وسلام اور آپ کے بطل جلیل، عاشق صادق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام سے متعلق نعروں سے ایک عجیب روحانی کیف پیدا ہوچکا تھا۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا فیروز عالم صاحب مبلغ سلسلہ برطانیہ نے کی۔ تلاوت کے بعد نظم پڑھنے کی سعادت عبد المنعم ناصر صاحب آف ناروے کو حاصل ہوئی۔ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ منظوم کلام کا انتخاب پیش کیا۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ۔

اے خدا اے کارساز عیب پوش وکردگار اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی خطاب میں احباب جماعت کو اللہ تعالیٰ کے سچے متقی، حقیقی مومن اور سچے اور کھرے مسلمان بننے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے تقویٰ اللہ کے حصول کے اہم ذرائع کا تفصیلی ذکر قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات وملفوظات کی روشنی میں فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بالخصوص عہد وپیمان کی پاسداری، سچائی اور راستی کے اختیار کرنے اور جھوٹ اور کذب بیانی سے ہمیشہ مجتنب رہنے کی تاکید فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حقیقی تقویٰ کے بغیر ہمارے اعمال کی عمارت اسی طرح مسمار ہوجائے گی جیسے کمزور بنیادوں والا درخت تیز آندھی کے نتیجہ میں زمین سے اکھڑ جاتا ہے۔ حضور نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر پڑھا ۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حضور نے تاکید فرمائی کہ قرآن کریم کی دعا ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (سورة الفرقان) ہمیشہ پڑھا کریں۔ حضور کے افتتاحی خطاب کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے روز کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

آج کے دن کا آغاز نماز تہجد اور درس سے ہوا جس میں حضور پرنور کی ہدایت کے مطابق اسلام آباد میں مقیم احباب وخواتین اور مہمانان کرام اور ڈیوٹیوں پر مستعد خدام وانصار ولجنات کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور عجز ونیاز اور مناجات کے ساتھ جس دن کا آغاز ہوا تھا وہ مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی سے اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسے کا دوسرا دن

حسب سابق نماز تہجد اور درس حدیث کے ساتھ دوسرے دن کا آغاز ہوا جس میں بہت سے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ دنیا کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے مہمان جس محویت سے اللہ کے دربار میں حاضر تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمدیت نے دنیا میں کیسا عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کردیا ہے۔ الحمد للہ

دوسرے روز کے جلسہ کی کارروائی ٹھیک دس بجے صبح شروع ہوئی۔ حضرت مرزا عبد الحق صاحب کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شیراز ہارون صاحب نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرم ملک محمود احمد صاحب انچارج کمپیوٹر سیکشن نے پیش کیا جس کے بعد مکرم چوہدری منصور احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم بلال ایٹکنسن صاحب (Mr.Bilal Atkinson) ریجنل امیر یوکے نے ”اسلام کے امتیازی محاسن“ کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے توحید باری تعالیٰ، حضور نبی پاک ﷺ کے ذریعہ تکمیل شریعت، ختم نبوت، قرآن کریم کے لازوال اور ابدی پیغام، حقوق نسواں، حیات بعد الموت اور اسلام میں

خلافت راشدہ کے رفیع الشان منصب سے متعلق بے حد اثر انگیز اور معلومات افزاء خطاب فرمایا۔ ایک احمدی مسلم انگریز کی زبان سے حکمت و معرفت سے لبریز یہ خطاب ایسے سوز میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس کا ایک ایک لفظ دلوں میں ولولہ پیدا کر رہا تھا۔ اور دل سے یہ آواز اٹھتی تھی کہ اے کاش ان محاسن اسلام سے ساری دنیا بقعہ نور بن جائے۔ آپ نے خلافت کے ذکر میں فرمایا کہ خود سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ، نبی اکرم فداہ امی وابی نفسی و جنانی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی امت میں قیامت تک کے لئے آپؐ کے سب سے بڑے اور صاحب عظمت و شوکت خلیفۃ اللہ المہدی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بعد جس خلافت راشدہ کا آغاز ہوا تھا اسی خلافت راشدہ کی بنیادیں از سر نو استوار کرنے کے لئے ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے مصداق ابنائے فارس میں آپ کے ذریعہ خلافت راشدہ کی نعمت لوٹ آئی جس کے مظہر خامس سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ ہیں۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم ظہیر احمد صاحب طاہر آف ساؤتھ آل نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی مشہور عالم نعت 'عَلَيْکَ الصَّلوٰةُ عَلَيْکَ السَّلَام' خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

آج کے اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے ''حضور نبی اکرم ﷺ کا توکل علی اللہ'' کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے آیات قرآنیہ، تاریخ وسیرت نبوی ﷺ، سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی متعدد اثر انگیز تحریرات اور مستشرقین کے چند منتخب پر زور حوالوں کی روشنی میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر حالت عُسر اور یُسر، جنگ اور امن میں صرف اور صرف اپنے مولائے حقیقی پر انحصار فرماتے تھے۔ دعویٰ کے بعد کی مکی زندگی ہو یا ہجرت کے بعد کی مدنی زندگی، آپ کا کامل توکل صرف اور صرف اللہ کی ذات پر تھا۔ آپ نے ایک موقع پر واشگاف الفاظ میں اپنے چچا حضرت ابوطالب سے یہاں تک فرمایا کہ آپ مشرکین مکہ کی شدید مخالفت کی وجہ سے اگر اپنی امان اٹھالیں اور میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیا جائے تو بھی مَیں تبلیغ اسلام سے باز نہیں آسکتا۔ آپ نے مختلف غزوات میں پہاڑوں کے سے صبر اور توکل کا مظاہرہ فرمایا۔ ہجرت کا واقعہ اپنی ذات میں توکل علی اللہ کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ غار ثور میں حضرت ابوبکر کے ہم و غم کے اظہار پر اور سراقہ کے سر پر چڑھ آنے کے باوجود آپ کا 'لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا' فرمانا، آپ کے بے مثال توکل علی اللہ کی تابندہ مثالیں ہیں۔ آپ نے متعدد مثالوں سے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا لجنہ سے خطاب

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کے دوران لجنہ سے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ نے عورتوں اور مردوں کے ایک دوسرے کے لئے حقوق و ذمہ داریاں بیان فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ کا یہ خطاب مردانہ جلسہ گاہ میں بھی براہ راست نشر کیا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ مغرب میں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق سلب کر کے مردوں کو اُن پر حاکم بنا دیا ہے۔ یہ پراپیگنڈا سراسر دشمنوں کا اڑایا ہوا ہے۔ یہ درحقیقت دجالی چال ہے تا عورتیں اسلام سے متنفر ہو کر دور ہو جائیں۔

حضور انور نے احمدی عورتوں کو تلقین فرمائی کہ وہ اس خطرناک چال سے بچیں اور اپنے گھروں کے امن و امان کو تباہ نہ ہونے دیں۔ اور ایسی دجالی چالوں کا اپنے قول و فعل سے زوردار انداز میں جواب دینا چاہئے۔

حضور نے متعدد حدیثوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات اور تحریروں کی روشنی میں وضاحت فرمائی کہ جو حقوق اسلام عورت کو عطا فرماتا ہے کوئی دوسرا مذہب یا معاشرہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ میاں بیوی کو آپس میں حقیقی دوستوں کی طرح محبت و آشتی کے ساتھ رہنا چاہئے۔

حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ 'اگر ایک مرد اپنی بیوی کا حق ادا نہیں کر سکتا تو کس طرح ممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا حق ادا کر سکے'۔ حضور نے نبی کریم ﷺ کی وہ مشہور حدیث بھی بیان فرمائی جس میں حضور نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ 'خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ'۔

حضور نے اپنے خطاب میں تفصیلاً اس اعتراض کا جواب دیا کہ اسلام عورتوں کو بدنی سزا کی اجازت دیتا ہے۔ حضور نے مغربی ملکوں میں رہنے والوں سے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر پھر سے آباد ہوں اور جنت کا گہوارہ بن جائیں تو لازمی ہے کہ اسلام کو قبول کریں۔

غیر مسلم معززین کے خطابات اور پیغامات

حضور انور ایدہ اللہ نے لجنہ میں خطاب سے قبل مردانہ پنڈال میں ٹونی کولمین (Tony Col Man) ممبر آف پارلیمنٹ، پٹنی کا تعارف مکرم امیر صاحب نے کروایا۔ آپ نے بتایا کہ موصوف بے حد مستعد دوست ہیں اور انگریزوں اور پاکستانیوں میں محبت کے رشتے مضبوط کرنے کے لئے بڑا مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔

مسٹر ٹونی کولمین نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ ان کا 14 واں جلسہ سالانہ ہے جس میں وہ شریک ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مسٹر ٹام کاکس (Mr. Tom Cox) ممبر آف پارلیمنٹ حلقہ ٹوٹنگ کی طرف سے بھی جلسہ کی مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں جو جلسہ میں اس سال شریک نہیں ہو سکے۔

انہوں نے بتایا کہ ''محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں'' ایک ابدی پیغام ہے جس کی آج کے حالات میں شدید ضرورت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ قبل ازیں دو بار ربوہ جا چکے ہیں اور چھ ہفتے کے اندر اندر قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے جماعت کے قائم کردہ فلاحی ادارہ ''ہیومینٹی فرسٹ'' (Humanity First) کی متعدد خدمات کی تعریف فرمائی اور بتایا کہ غانا میں زیادہ تر سکول اس وقت جماعت احمدیہ کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں جبکہ غلطی سے یہ مشہور عام ہے کہ وہ عیسائیت کے قائم کردہ ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ وہ اور ان کی بیگم جولیا (Julia) ہیومینٹی فرسٹ کے لئے چندہ اکٹھا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ انسانیت کی جو عظیم خدمات سرانجام دے رہی ہے اس سے برطانوی پارلیمنٹ بخوبی آگاہ ہے اور وزیر اعظم ٹونی بلیئر کے علم میں ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح بے غرض اور بے لوث رنگ میں مظلوم انسانیت کے لئے دردمندی کے ساتھ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس کے بعد مسٹر کولمین نے عزت مآب وزیر اعظم برطانیہ جناب ٹونی بلیئر کا ذاتی پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

''مَیں جلسہ سالانہ کے اس موقع پر تمام شرکاء جلسہ کے لئے دعا گو اور متمنی ہوں کہ وہ اس سے بہترین رنگ میں مستفیض ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جلسہ بے حد کامیاب ہوگا''۔

جلسہ کے دوران جن دوسرے معززین نے خیر سگالی کے جذبات کے ساتھ جلسہ میں شرکت کی اور مختصر خطاب فرمائے ان کا اختصار کے ساتھ ذیل کی سطور میں ذکر کیا جاتا ہے۔

❁ ...... ویورلی (Waverly) کے میئر Victor Ducket نے اپنے تأثرات کا یوں اظہار کیا کہ مجھے گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ میں بطور میئر آف فارنہم (Farnham) شمولیت کا موقع ملتا رہا ہے اور مجھے اس امر کی بے حد خوشی ہے کہ یہاں کا ماحول امن، بھائی چارہ اور ایک دوسرے سے کچھ سیکھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ جماعت احمدیہ سارا سال انسانی بہبود اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مشغول رہتی ہے۔ میئر کا ٹائٹل بھی ہو بہو انہی مقاصد کی تکمیل کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے آخر میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ سب اس جلسہ سے پورا پورا استفادہ کریں گے اور آپ کا یہاں اسلام آباد میں قیام خوشگوار رہے گا۔ کونسلر وکٹر کے ہمراہ ان کی بیگم جینٹ میز (Mrs.Janet Maines) بھی جلسہ میں شریک تھیں۔

❁ ...... Hays & Harlington کے ممبر آف پارلیمنٹ Mr.John McDonnell نے پر زور جذباتی خطاب فرمایا۔ آپ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں اور جماعت کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں یہاں آپ کی خصوصی دعوت پر آیا ہوں جس کے لئے مَیں آپ کا ممنون ہوں۔ مَیں اس بات پر بھی آپ کو خراج تحسین ادا کرتا ہوں کہ آج دنیا میں جہاں جہاں جنگ و قتال اور غارتگری اور فساد اور شر کے پھیلانے کی بات ہوئی جماعت احمدیہ نے وہاں امن و سلامتی کا وہ حسین پیغام دیا جو اسلام کا خاصہ اور امتیاز ہے۔ جہاں آپ نے ناانصافی دیکھی، وہاں انصاف کے لئے آواز اٹھائی۔ آپ نے اصولوں کی سرپرستی کی اور رفاہ عامہ کے منصوبوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں آپ کے مداحوں میں اضافہ ہوا اور بھاری تعداد میں آپ نے اپنے بہی خواہ اور دوست بنا لئے۔

❁ ...... ان کے بعد میئر آف مرٹن، میکسی مارٹن (Maxi Martin) خطاب کے لئے تشریف لائیں۔ ان کی میئر شپ میں بیت الفتوح کا افتتاح ہوا۔ ان کی طرف سے لندن کے تمام میئرز کو بیت الفتوح کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے دعوت نامہ گیا تھا۔ آپ فخر اور محبت سے ہمیشہ یہ کہا کرتی ہیں کہ 'مسجد بیت الفتوح' ''میری مسجد'' ہے۔ آپ نے کہا: ''مجھے جلسہ سالانہ میں شمولیت کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میرا جلسہ میں شریک ہونے کا یہ مقصد تھا کہ جماعت احمدیہ کے ماٹو Love for All,Hatred for None یعنی 'محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں' کو تقویت دوں جو ایک سادہ لیکن کامل ماٹو ہے۔

❁ ...... لبرل ڈیموکریٹ (جو برطانیہ کی تیسری سب سے مضبوط سیاسی پارٹی ہے) کے نمائندہ ایلن کین (Alan Keen M.P) خطاب کے لئے تشریف لائے۔ آپ ویسٹ لندن کے علاقہ South Feltham &Heston کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں (اور دونوں میاں بیوی ممبر آف پارلیمنٹ ہیں)۔ آپ نے فرمایا کہ ''مَیں جماعت احمدیہ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے برطانیہ کے ہیڈ کوارٹر کے لئے لنڈن کا انتخاب فرمایا جماعت احمدیہ عالمگیر سے بہتر اور کوئی گروہ اور تنظیم اعلیٰ اخلاقی قدروں کا مظاہرہ کرنے والی نہیں۔ میرا بہت سے احمدیوں کے ساتھ تعلق ہے یہ جماعت بے لوث اور بے غرض ہو کر انسانیت کی خدمت کے علم کو بلند کرنے والی ہے۔ آپ نے زبردست الفاظ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو خراج تحسین پیش کیا۔

❁ ...... Rev,Jeffery Bell جو Farnham کے پادری ہیں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام اور عیسائیت میں بہت سی قدریں باہم مشترک ہیں آپ بھی خدا کو مانتے ہیں اور ہم بھی۔ آپ بھی عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں اور ہم بھی۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور ہم بھی۔ انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام نبی اکرم ﷺ کی اُس دعا کے ساتھ کیا جس میں ہمارے سیّد و مولیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے دعا کی ہے...... **اللھم انی اسئلک حبک و حب من احبک......**

❁ ...... ریورنڈ بیل کے بعد گلفورڈ (Guilford) کی ایم پی Sue Doughty کا خطاب تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ''جماعت احمدیہ کی بنیاد خدمت انسانیت اور قیام امن کی کوششوں پر ہے۔ آپ ظلم و تشدد اور حسد اور ناانصافی کے خاتمہ کے لئے جہد مسلسل کر رہے ہیں۔ جب بیت الفتوح کا افتتاح ہونا تھا تو بہت سے ممبرز آف پارلیمنٹ میری تحریک پر اس پروقار تقریب میں شریک ہوئے۔ آج کا دن ہمارے لئے خوشی اور مسرّت کا دن ہے۔

❁ ...... مسٹر ڈومینک گرِیو (Hon.Dominic Grieve MP) جو Beaconsfield کے علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں۔ اور آج کل Shadow Attorney General کے طور پر کنزرویٹو پارٹی میں اہم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''میں اس عظیم روحانی اجتماع کو دیکھ کر بے حد خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ اپوزیشن لیڈر آنریبل مائیکل ھاورڈ (RT.Hon Michael Howard) کا ذاتی پیغام پڑھ کر سناؤں۔ جناب مائیکل ھاورڈ نے اپنے پیغام میں کہا کہ یہ جلسہ بیت الفتوح کے عظیم افتتاح کے بعد ایک اہم جلسہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس جلسہ کے سب پروگرام بہت ہی پر مقصد اور لطف اندوز ہوں گے۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

❁ ...... آپ کے مختصر خطاب کے بعد ڈاکٹر پریم شرما

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

صحائف قمران کی مرکزی شخصیت
''نیک استاذ'' کو پہچانئے

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

فلسطین اور شرق اردن کی سرحد پر واقع وادیٔ قمران کے کھنڈرات سے 1947ء اور 1956ء کے دوران جو صحائف دریافت ہوئے تھے (جنہیں Dead Sea Scrolls یا صحائف قمران کہا جاتا ہے) ان کی مرکزی شخصیت کوئی ایسے بزرگ تھے جن کے نام کا ذکر عمداً چھپایا گیا ہے۔ اور انہیں ہر جگہ 'نیک استاد' یا 'نیکی کا استاذ' کہہ کر پکارا گیا ہے۔ ایسا غالباً ان کی حفاظت کے پیش نظر کیا گیا تھا کیونکہ بوقت تحریر وہ زندہ ہوں گے۔

وہ بزرگ کون تھے؟ ہر ایک محقق نے اپنے اپنے خیال اور عقیدہ کے مطابق اندازے لگائے ہیں۔ ایک خیال یہ ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریمؑ (JESUS) تھے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ ''نیک استاذ' کے پردہ میں یوحنّا بپتسمہ دینے والے تھے۔ تیسرا خیال یہ ہے کہ وہ عیسیٰؑ کے بھائی جیمز تھے۔

صحائف قمران میں جو کچھ نیک استاد کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے یا جو تعلیم انہوں نے اپنے پیرو کاروں کو دی یا اپنی نظموں میں خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے جو کچھ خود اپنے بارہ میں کہا ان پر مبنی کچھ حوالوں کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے تا وہ انصاف سے خود ہی فیصلہ کرسکیں۔ 'نیکی کے استاذ' کی شناخت کچھ مشکل نہیں بشرطیکہ مذہبی تعصب کو اس راہ میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔

ان حوالہ جات میں سوائے حوالہ (2) کے باقی سارے حوالے مندرجہ ذیل کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

"The Complete Dead Sea Scrolls In English" by Geza Vermes, published by the Penguin Books Ltd,27 Wrights Lane W8 5TZ London, in 1998.

یہ کتاب 648 باریک پرنٹ کے صفحات پر مشتمل ہے جس میں تمام دریافت شدہ صحائف کا تعارف اور انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل اقتباسات کے مطابق 'نیک استاد (The Righteous Teacher) یا 'نیکی کا استاذ'' (The Teacher of Righteousness) اسرائیلی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا زمانہ عیسائیت کے ابتدائی زمانہ پر منطبق (OVERLAP) ہے۔ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ نے بچپن ہی کی عمر سے انہیں خدمت دین کے لئے وقف کر کے (غالباً تعلیم وتربیت کی غرض سے) کہیں علیحدہ چھوڑ رکھا تھا۔ جب وہ جوان ہوئے تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا نے انہیں بنی اسرائیل کی ہدایت اور بائبل کی صحیح تشریح کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے۔ ان کا دعویٰ مسیح ہونے کا تھا۔ انہوں نے ایک نئے مذہبی فرقہ کی بنیاد رکھی۔ وہ تشبیہات واستعارات میں کلام فرماتے۔ نثر کے علاوہ انہوں نے منظوم کلام بھی لکھا جس میں انہوں نے بار بار اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کیا ہے۔ یہودی علماء ان کی جان کے درپے ہوگئے بالخصوص بڑا پادری جس کا حکومت سے بھی تعلق تھا جسے صحائف میں WICKED PRIEST کہا گیا ہے۔

اپنی نظموں میں وہ خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اَے خدا تو نے مجھے دشمنوں سے اسطرح بچایا جس طرح ضال میں پھنسے ہوئے ایک پرندہ کو یا شیروں کے منہ میں آئے ہوئے ایک شکار کو بچایا جائے۔ پھر وہ خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے انہیں ایک ایسے دور دراز کے ملک میں پناہ دی جہاں پانی کے چشمے بہتے تھے اور باغات تھے۔ انہوں نے یہ بھی پیشگوئی کی کہ اپنے ظلموں کی وجہ سے یہود قیامت تک مغضوب رہیں گے اور میرے ماننے والے ہمیشہ ان پر غالب رہیں گے۔

جن اقتباسات میں مذکورہ بالا باتیں بیان کی گئی ہیں یا جن میں محققین نے صحائف قمران کا تعارف و تبصرہ پیش کیا ہے ان کا اردو ترجمہ اور اصل انگریزی عبارت درج ذیل ہے۔

صحائف قمران کب لکھے گئے

پروفیسر گیزا ورمز (GEZA VERMES) کہتے ہیں:

(1) "An almost unanimous agreement soon emerged, dating the discovery, on the basis of palaeography and archaeology, to the last centuries of the Second Temple, i.e. second century BCE to first century CE." (Page 3)

یعنی ''جلد ہی قدیم تحریروں کے پڑھنے کے علم اور آثار قدیمہ کے علم کی مدد سے تقریباً سب کا اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ ان کا زمانہ دوسرے ٹمپل کی آخری صدیوں کا تھا۔ یعنی دوسری صدی قبل مسیح اور پہلی صدی عیسوی کا درمیانہ عرصہ۔''

صحائف کو لکھنے والے کون تھے:

پروفیسر ڈاکٹر وِل وارنر (Dr.WILL VARNER) لکھتے ہیں:

(2) "The contents of the Dead Sea Scrolls indicate that their authors were a group of priests and laymen pursuing a communal life of strict dedication to God. Their leader was called "The Righteous Teacher". They viewed themselves the true elect of Israel.... They opposed the "Wicked Priest" - the Jewish High Priest in Jerusalem, who represented the establishment and who had persecuted them in some way." (Dr Will Varner, Professor of Old Testament at "The Master's College", Israel quoted by The Christian Answers Network,

Associates For Biblical Research, Israel".)

یعنی ''ڈیڈ سی سکرولز میں بیان کردہ مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے لکھنے والے کچھ پادری یا غیر پادری گروپ تھے جو بڑی سختی سے خدا کے لئے وقف تھے اور علیحدہ جماعتی حیثیت میں رہتے تھے۔ وہ اپنے امام کو ''نیک استاذ'' کہہ کر مخاطب کرتے تھے اور اپنے آپ کو حقیقی منتخب اسرائیلی سمجھتے تھے۔ وہ ''فاسق پادری'' (WIKED PRIEST) کے مخالف تھے جو یروشلم کا سب سے بڑا مذہبی رہنما تھا اور حکومت کا نمائندہ تھا اور کئی طور پر ان کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔''

صحائف قمران اور انجیل کی زبان میں مشابہت پائی جاتی ہے

صحائف قمران اور انجیل کی زبان میں بعض مشابہتیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے لکھنے والے ابتدائی عیسائی تھے۔ پروفیسر گینزا ورمز لکھتے ہیں:

(3) "We note (a) fundamental similarities of language (both in the Scrolls and in the New Testament the faithful are called 'Sons of light'); (b) ideology (both communities considered themselves as the true Israel, governed by twelve leaders and expected the imminent arrival of the Kingdom of God); (c) attitude to Bible (both considered their own history as a fulfilment of the words of the Prophets" (P 22)

یعنی ایک چیز جو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ (ا) صحائف اور انجیل دونوں کی زبان میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے (مثلاً دونوں میں مومنوں کو 'روشنی کے فرزند' لکھا گیا۔ (ب) نظریاتی بنیاد مشابہ ہے (صحائف اور انجیل دونوں کی مصنف جماعتیں اپنے آپ کو حقیقی اسرائیلی سمجھتے تھے جن پر بارہ سردار فرمانروائی کرتے تھے۔ نیز دونوں گروہ یقین رکھتے تھے کہ خدا کی حکومت اب آنے والی ہے)۔ (ج) دونوں کا بائبل کے متعلق انداز نظر یکساں تھا (مثلاً دونوں ہی یہ سمجھتے تھے کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ان کے متعلق تھیں)''۔

نیک استاد ایک نئی مذہبی جماعت کے بانی تھے جس کو سخت اذیتیں دی گئیں

پروفیسر گیزا ورمز لکھتے ہیں:

(4) "The principal novelty provided by the manuscripts consists of cryptic allusions to the historical origins of the community, launched by a priest called "The Teacher of Righteousness", who was persecuted by a Jewish ruler, designated as the "Wicked Priest". The Teacher and his followers were compelled to withdraw into desert, where they awaited the impending manifestation of God's triumph over evil and darkness in the end of days, which had already begun." (P 3)

یعنی ''صحائف کی سب سے انوکھی بات یہ ہے کہ ان میں اشاروں کنایوں میں ایک ایسی مذہبی جماعت کے آغاز کی تاریخ بیان کی گئی ہے جو اس منّاد نے قائم کی تھی جس کو 'نیکی کا استاذ' کہہ کر پکارا جاتا تھا اور جس کو ایک یہودی حکمران جس کو 'فاسق یا شریر پادری' کہہ کر پکارا گیا ہے مسلسل اذیتیں پہنچاتا رہتا تھا۔ جس کے نتیجہ میں استاد اور اس کے پیروکار کسی بیابان علاقے کی طرف ہٹنے پر مجبور کردیئے گئے تھے۔ جہاں وہ خدا سے جلد آنے والے غلبہ کی تجلی کا انتظار کرنے لگے جو آخری زمانہ میں برائی اور تاریکی پر غلبہ پائے گی جس کا کہ آغاز ہو چکا تھا'

پروفیسر گیزا ورمز مزید لکھتے ہیں:

(5) "Since Qumran and early Christianity overlap, it is not surprising that from the very beginning of the 'Dead Sea Scrolls' research, some scholars endeavoured to identify the two." (P 21)....J.L. Teicher thought the Teacher was Jesus. For Barbara Theiring Jesus was the 'Wicked Priest'; R.H. Eisenman rejects both, and prefers James the Just, 'the brother of the lord', as the Teacher of Righteousness. Only the sensation-seeking media have been taken in by their theories.... Admittedly, the various fragments of information gleaned through the Dead Sea Scrolls results in an unavoidably patchy story, but it is fundamentally sound, and the continuing anonymity of the Teacher does not impair it.... In my opinion all these theories fail the basic credibility test; they do not spring from, but are foisted on, the text." *(P 70,71 & 72)*

یعنی ''چونکہ قمران اور ابتدائی عیسائیت کا زمانہ ایک دوسرے پر منطبق ہوتا ہے اس لئے یہ بات کوئی موجب حیرت نہیں کہ صحائف قمران کی تحقیق کے آغاز ہی سے کئی سکالرز دونوں کو ایک ہی قرار دینے کی بہت کوشش کرتے رہے ہیں ...... ج ۔ ایل ۔ ٹیشر (J.L TIECHER) کا خیال تھا کہ استاد دراصل JESUS (عیسیٰ علیہ السلام) تھے۔ باربرا تھیرنگ (BARBARA THEIRING) کا خیال تھا کہ WICKED PRIEST عیسیٰ (JESUS) کو کہا گیا ہے اور استاد کا لفظ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کے لئے ہے۔ آر۔ ایچ آئیزنمین (R.H.EISENMAN) ان دونوں اندازوں کو درست نہیں سمجھتا۔ اس کا خیال تھا کہ نیک استاد سے مراد لارڈ (یعنی یسوع مسیح) کے بھائی جیمز منصف (JAMES THE JUST) تھے

۔ان سب تھیوریوں کوصرف سنسنی خیز خبروں کے متلاشی میڈیا ہی پذیرائی ملی......ان سب کے باوجود اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صحائف قمران سے معلومات چن کر ایک ایسی پیوند شدہ تصویر ضرور ابھرتی ہے جس سے گریز ممکن نہیں اور یہ تصویر بنیادی طور پر حقیقی ہے اور باوجودیکہ استاد کی شناخت کو مسلسل مخفی رکھا گیا ہے اس کا کچھ نہیں بگڑتا......میری رائے میں یہ ساری تھیوریاں اعتبار کے اس بنیادی اصول پر اس لئے پوری نہیں اترتیں کہ یہ صحائف کے مضامین سے ازخود ابھرنے کی بجائے اس کے سر پر منڈھی جاتی ہیں۔''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پروفیسر صاحب درست فرماتے ہیں۔خدا کے ماموروں کی شناخت خدا سے آنے والی روشنی ہی کی مدد سے ہوسکتی ہے۔

نیکی کے استاد نے اپنے آپ کو کرم خاکی، عاجز، بن باپ اور خدا کا برگزیدہ کہا

نیکی کے استاد نے نثر کے علاوہ منظوم کلام بھی کافی لکھا۔ان کی نظموں میں خدا کی محبت اور اس کے احسانات پر شکر گزاری کا بہت دلنشین انداز میں ذکر ملتا ہے۔ان نظموں کو متعارف کراتے ہوئے پروفیسر گیزا ورمز لکھتے ہیں:

(6) "The poems contained in the Scrolls are similar to the biblical psalms. They are mostly hymns of thanksgiving, individual prayers as opposed to those intended for communal worship, expressing a rich variety of spiritual and doctrinal detail. But two fundamental themes running through the whole collection are those of salvation and knowledge. The sectary thanks God continually for having been saved from the 'lot' of the wicked, and for his gifts of insight into the divine mysteries. He, 'a creature of clay' has been singled out by his Maker to receive favours of which he feels unworthy, and alludes again and again to his frailty and total dependence of God. Whereas some of the Hymns give impression to thoughts and sentiments common to all members of the sect, others particularly nos. 1,2,7-11, appear to refer to the experience of a Teacher abandoned by his friends and persecuted by his enemies. Several scholars tend to ascribe the authorship of these to the Teacher of Righteousness and even consider that he may be responsible for all the Hymns. But although this hypothesis is not impossible, no conclusion can yet be reached. Nor are we in a position to date any particular composition." *(P243-244)*

یعنی ''صحائف میں شامل نظمیں بائبل کے حمدیہ گیتوں (HYMNS) سے ملتی جلتی ہیں۔ان گیتوں میں زیادہ تر خدا کے شکر کا مضمون پایا جاتا ہے یہ نظمیں انفرادی مناجات پر مبنی ہیں اور اُن نظموں سے مختلف ہیں جو اجتماعی عبادت کی غرض سے لکھی جاتی ہیں اور جن میں مختلف انداز میں بکثرت روحانی باتیں اور عقائد کی تفصیلات بیان کی گئی ہوتی ہیں۔تاہم صحائف کے مجموعہ میں دو بنیادی مضامین جا بجا ملتے ہیں یعنی نجات اور علم۔نظموں کو کہنے والا شخص عام دھارے سے الگ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔وہ مسلسل خدا کا شکر بجا لاتا نظر آتا ہے کہ اس نے اسے شریروں کے ٹولے سے نجات بخشی، اُسے روحانی اسرار کی معرفت عطا کی اور وہ جو محض کرم خاکی (A CREATURE OF CLAY) ہے اس کے مالک نے باوجود نالائق ہونے کے اُسے اپنے ایسے فضلوں کے لئے مخصوص کر لیا جنکا وہ ہرگز حقدار نہ تھا۔وہ جا بجا اپنی عاجزی اور بے بسی اور خدا پر اپنے کامل توکل کا اظہار کرتا ہے۔اگرچہ بعض نظمیں ایسی ہیں جن میں ایسے جذبات و خیالات کا اظہار کیا ہے جو اس کے فرقہ کے سبھی ارکان کے ساتھ مشترک ہیں وہاں بعض نظمیں ایسی بھی ہیں بالخصوص نمبر ۱۔۲۔۷ تا ۱۱ جن میں ایک ایسے استاد کے ذاتی تجربات کا ذکر ملتا ہے جس کو اس کے اپنوں نے بھی چھوڑ دیا اور دشمنوں نے مسلسل اذیتیں پہنچائیں۔بہت سے سکالرز کا میلان طبع اس طرف ہے کہ ان نظموں کا لکھنے والا خود 'نیکی کا استاد' ہے۔بلکہ وہ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ساری ہی نظموں کا مصنف وہ خود ہی ہے۔اگرچہ ایسا دعویٰ ناممکن تو نہیں ہے لیکن ہم کسی نتیجہ پر فی الحال نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ کسی خاص نظم کے لکھے جانے کا وقت متعیّن کر سکیں۔''

نیک استاد اپنی ایک نظم میں اپنے آپ کو بن باپ اور عاجز بیان کرتے ہیں جس کو اس کی ماں نے بھی علیحدہ چھوڑ کر خدا کے سپرد کر دیا۔چنانچہ وہ اپنی نظم نمبر 14 (سابقہ نمبر 9) اور نظم نمبر 18 (سابقہ نمبر 14) میں خدا کے حضور عرض کرتے ہیں:

(7) "I thank Thee (corrected: Blessed art Thou) O Lord, for Thou hast not abandoned the fatherless or despised the poor." (P 268)...."Until I am old Thou wilt care for me; for my father knew me not and my mother abandoned me to Thee, for Thou art the father to all the sons of Thy Truth; and as a woman tenderly loves her babe, so dost Thou rejoice in them, and as foster father bearing a child in his lap, so carest Thou for all Thy creatures." (P 284)

یعنی ''اے خدا تیرا شکر ہے (سبحان اللہ) کہ تو نے ایک بن باپ شخص کو نہ تو چھوڑا اور نہ اس عاجز کو ذلیل ہونے دیا......تو ہی میرے بڑھاپے تک میری حفاظت فرمائے گا کیونکہ میرا باپ مجھے جانتا نہ تھا اور میری ماں نے مجھے تیرے سپرد کر دیا تھا۔پس تو ہی ہے جو ایسوں کے لئے بمنزلۂ باپ ہوتا ہے جو تیری سچائی کے فرزند ہوتے ہیں اور تو ان پر اُسی طرح راضی ہوتا ہے بطرح ایک عورت اپنے بچہ سے پُر شفقت محبت کرتی ہے اور جس طرح ایک پالنے پوسنے والا باپ ایک بچہ کو اپنی گود میں اٹھاتا ہے تو بھی اپنی مخلوق کی ایسی ہی نگہداشت کرتا ہے۔''

استاد کو خدا تعالیٰ کی توحید خالص پر یقین کامل تھا

استاد اپنی نظم نمبر 16 (سابق نمبر 12) خدا سے عرض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(8) "For Thou art an eternal God; all Thy ways are determined for {and ever} and there is none other beside Thee." *(P 277)*

یعنی 'اے خدا تو ازلی ابدی ہے۔تیرے طریقے (یا تیری سنّت) ازلی ابدی ہے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں۔'

استاد نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا: نیک استاد کا دعویٰ مسیح ہونے کا تھا چنانچہ ایک صحیفہ کا عنوان ہی A MESSIANIC APOCALYPSE یعنی 'مسیح کا الہام' رکھا گیا ہے۔اس میں مسیح اپنی کامیابی کی پیشگوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(9) According to the Scroll which has been provided the heading 'A Messianic Apocalypse' (i.e. Messiah's Revelation)", the Teacher prophesied: {the Hea}vens and the earth will listen to His Messiah and none therein will stray away from the commandments of the holy ones." (P391)

یعنی 'آسمان اور زمین مسیح کی آواز کو سنیں گے (یعنی قبول کریں گے) اور کوئی بھی مقدس وجودوں کے احکام سے دور نہیں رہے گا۔'

خدا نے استاد کی تائید روح القدس سے کی

نظم نمبر 15 (سابقہ نمبر 11) میں استاد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ان کی روح القدس سے تائید کی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

(10) Thanking God the Teacher said: "I thank Thee O Lord, for Thou hast upheld me by Thy strength. Thou hast shed Thy Holy Spirit and {hast opened my heart} till this day."(P284)

یعنی 'اے میرے رب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے اپنی طاقت سے میری تائید کی۔تو نے اپنا روح القدس (HOLY SPIRIT) مجھ پر نازل فرمایا تا میرے پاؤں ڈگمگانے نہ پائیں۔'

خدا سے رہنمائی پا کر استاد نے تورات کی نئی تشریح کی جس سے علماء بھڑک اٹھے:

استاد اپنی نظم نمبر 6 (سابقہ 1) میں فرماتے ہیں:

(11) Addressing God the Teacher said: "These things I know by the wisdom which comes from Thee, for Thou hast unstopped my ears to marvellous mysteries." (P 254)..."But to the elect of righteousness Thou hast made me a banner, and a discerning interpreter of wonderful mysteries to try {those who practice} truth and to test those who love correction. To the interpreters of error I have been an opponent, {but a man of peace} to all those who see true things." (P257)

یعنی 'میرے سارے علم کی بنیاد اُس حکمت پر ہے جو تو نے مجھے عطا کی کیونکہ تو ہی ہے جس نے میرے کانوں کو معجز نما اسرار کے لئے کھول دیا ہے......تو نے متقیوں کے لئے مجھے ایک پرچم بنا دیا ہے اور حیران کن اسرار کی ایسی تفسیر سے نوازا ہے جو معرفت سے پُر ہے تا اُن کو آزمائے جو حق پر چلنے والے ہیں اور اصلاح پسندوں کا امتحان لے۔لیکن وہ جو غلط تفسیریں کرتے ہیں میں اُن کا مخالف ہوں۔پر میں ان تمام لوگوں کو امن دینے والا ہوں جو حق کو سمجھتے ہیں۔'

نیک استاد کو مارنے کی ناکام کوشش ہوئی۔ اسکا خون بہا پر خدا نے اُسے بچا لیا اور چشموں والی زمین میں جگہ دی:

استاد اپنی نظم نمبر 7 (سابقہ نمبر 2) میں خدا کے حضور عرض پرداز ہیں:

(12) Thanking God for protecting his life from his enemies the Teacher said: "I thank Thee O Lord, for Thou hast placed my soul in the bundle of the living, and has hedged me about all snares of the Pit. Violent men have sought after my life because I have clung to Thy Covenant. For they, an assembly of deceit, and a horde of Belial, know not that my stand is maintained by Thee and that in Thy mercy Thou wilt save my soul, since my steps proceed from Thee." (P 257)...."I thank Thee O Lord, for Thou hast {fastened} Thy eyes upon me from the zeal of lying interpreters, and from the congregation of those who seek smooth things. Thou hast redeemed the soul of the poor one whom they planned to destroy by spilling his blood, because he served Thee." *(P 258-259)*...."I thank Thee O Lord, for Thou hast not abandoned me while I sojourned among a people {burdened with sin}...For Thou, O God, has sheltered me from the children of men, and hast hidden Thy Law {within me} against the time when Thou shouldst reveal Thy salvation to me. For Thou hast not forsaken me in my soul's distress, and Thou has heard my cry in the bitterness of my soul; and when I groaned Thou didst consider my sorrowful complaint....The wicked and fierce have stormed against me

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

سچا مومن وہی ہے جو اپنے مہمان کی مہمان نوازی کا حق ادا کرتا ہے

جلسہ کے انتظامات میں مہمان نوازی کی بنیادی حیثیت ہے

(مہمان نوازی سے متعلق قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور پاکیزہ نمونوں کے حوالہ سے تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۳/جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۳/وفا ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن،لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُالدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَاِلَيْهِمْ وَلَايَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآاُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔ (سورۃ الحشر آیت نمبر10)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جہاں جہاں بھی دنیا میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعے برطانیہ کا بھی جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ خلیفہ وقت کی فی الحال لندن میں موجودگی، یا برطانیہ میں موجودگی یا عارضی لیکن لمبے عرصے کے قیام کی وجہ سے اس جلسے کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے آپ کو بعض دفعہ مالی مشکلات میں ڈال کر بھی اور بعض دفعہ جسمانی عوارض اور تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اس جلسے میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں اور اس طرح یہاں دنیا کے بہت سے ممالک کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔ گو اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب میں کینیڈا گیا ہوں تو کینیڈا کے جلسے میں بھی 31 ممالک کی نمائندگی ہو گئی تھی۔ اور خاص طور پر وہاں قریب کے جو ممالک تھے، جنوبی امریکہ کے ممالک ان کے کافی نمائندے وہاں آ گئے جو پہلے کبھی جلسوں میں اس طرح شامل نہیں ہوئے۔ پھر تعداد کے لحاظ سے بھی بعض ممالک کے جلسوں کی تعداد یہاں کے جلسوں سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً افریقہ کے دورے پہ جب میں گیا ہوں تو وہاں گھانا میں ہی 40 ہزار سے زائد تعداد تھی۔ اور پھر نائیجیریا میں صرف دو تین گھنٹے کے لئے ہی 30-31 ہزار احمدی مرد و خواتین اکٹھے ہو گئے تھے۔ تو اس لحاظ سے دنیا کے مختلف ممالک میں جلسے کی برکات سمیٹنے اور اس سے فیضیاب ہونے کے لئے احمدی اکٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ پاکستان سے ہجرت کی وجہ سے جو خلیفۂ وقت کو کرنی پڑی، انگلستان کے سالانہ جلسہ کو کم و بیش اس کو وہی حیثیت حاصل ہو گئی جو مرکزی جلسے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ برطانیہ کا جلسہ ہی وہ واحد جلسہ ہے جس میں گزشتہ 20-21 سال سے خلیفۂ وقت کی باقاعدہ شمولیت ہو رہی ہے۔ اور ماشاء اللہ انگلستان کی جماعت نے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے۔ اور آہستہ آہستہ جلسے کے انتظامات کو اپنی لائنوں پر جس طرح مرکز میں ہوتا تھا یہاں بھی چلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی توفیق دیتا رہے۔ پہلے تو یہاں کے جلسے بڑے مختصر سے ہوتے تھے، اتنے بڑے اور وسیع انتظامات کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن بہرحال اب تو کافی وسیع جلسے ہونے لگ گئے ہیں۔ کیونکہ پہلے تو پوری طرح کارکنان کو اٹکل سے کام کرنا بھی نہیں آتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں آہستہ آہستہ تمام انتظامات بہتر ہونے شروع ہوئے اور اب کافی ترقی ہو چکی ہے۔ اور پھر گزشتہ سال بھی انتظامیہ نے اپنی بہت سی کمزوریوں کی اصلاح کی اور اس سال بھی کوشش کر رہے ہیں اور بعض باتوں کا اگر میں نے ضمناً بھی ذکر کیا ہے تو امیر صاحب نے فوراً اس کے مطابق اصلاح کی کوشش کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جلسے کے تمام انتظامات میں برکت ڈالے۔ میرے نزدیک جو بنیادی حیثیت ان انتظامات میں ہے وہ مہمان نوازی کی ہے۔ اگر مہمان نوازی کا نظام ٹھیک ہو جائے تو پھر جلسے کے باقی انتظامات کی حیثیت معمولی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ باقی انتظامات میں بھی افراتفری اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کھانے کے انتظام میں گڑبڑ ہو جائے یا اسی طرح جو دوسرے مہمان نوازی سے متعلقہ انتظامات ہیں ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے یا خاطر خواہ انتظام نہ ہو تو اس لحاظ سے یہ مہمان نوازی کا شعبہ بہت اہم شعبہ ہے۔ اس لئے ہر خدمت کرنے والے کارکن کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس نے ہمیشہ جہاں اپنی ڈیوٹی کو صحیح طرح انجام دینا ہے وہاں حسن اخلاق کا رویہ بھی قائم رکھنا ہے اور ہمیشہ مہمانوں سے بڑی نرمی سے پیش آنا ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ سنہری اصول بتا دیا کہ یہ مہمان نوازی، خدمت کا جذبہ اور جوش اس وقت پیدا ہو گا جب تم دلوں میں محبت پیدا کرو گے۔ اور جب یہ محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر تم اپنے آرام پر، اپنی ضروریات پر، اپنی خواہشات پر، ان دور سے آنے والوں کی ضروریات کو مقدم کرو گے اور ان کو فوقیت دو گے۔ اور اگر اس جذبے کے تحت خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فلاح پا گئے، تم کامیاب ہو گئے۔ اور خاص طور پر ان مہمانوں کے لئے اپنے ان اعلیٰ جذبات کا اظہار کرو گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں تو پھر تم یقیناً اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مستحق ٹھہرو گے۔ مہمان نوازی تو نبیوں اور نبیوں کے ماننے والوں کا ایک خاص شیوہ ہے۔ دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مہمان نوازی کو دیکھتے ہوئے فوراً اس وقت آنے والوں سے یہ نہیں پوچھا کہ تم کھانا کھاؤ گے کہ نہیں، ایک بچھڑا ذبح کر دیا اور حضرت خدیجہؓ نے بھی پہلی وحی کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھبراہٹ ہوئی تو اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ فکر نہ کریں خدا تعالیٰ آپؐ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ میں مہمان نوازی کا وصف بھی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں آپؐ کے اس اعلیٰ خلق کو اختیار کریں اور آپؐ کے عاشق صادق کے مہمانوں کی خدمت میں جلسے کے ان دنوں میں خاص طور پر کمربستہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے وارث بنیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایمان کی یہ نشانی بتائی ہے کہ سچا مومن وہی ہے جو اپنے مہمان کی مہمان نوازی کا حق ادا کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار)

تو اعلیٰ اخلاق بھی ایمان کی نشانی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی قسم کھائی ہے۔ ہم جو آپؐ کی امت میں شمار ہوتے ہیں ہم نے بھی انہیں قدموں کی پیروی کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ تم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جو میرا پیارا رسول ہے، اس کے اُسوۂ حسنہ پر چلو۔ اور آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ اگر میری پیروی کرنے والے شمار ہونا ہے تو ہمیشہ تمہارے منہ سے عزیزوں، رشتہ داروں، قریبیوں، تعلق داروں اور ہر ایک کے بارے میں خیر کے کلمات نکلنے چاہئیں۔ پھر پڑوسی کے ساتھ بھی عزت اور احترام کا سلوک ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ ہمیں شک پڑتا تھا کہ جس طرح پڑوسی کے حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کہیں وہ ہمارے وارث ہی نہ ٹھہر جائیں، وراثت میں بھی ان کا حصہ نہ ہو۔ پھر اس میں مہمان کا احترام کرنا بھی بتایا ہے اور پھر جو مہمان ہیں وہ تو تمہارے قریب آ کر جب ساتھ رہنے لگ گئے تو ہمسائے بھی بن گئے اس لئے مہمان کا تو دوہرا حق ہو گیا کہ ایک مہمان اور دوسرے جب تک یہاں ہیں تمہارے ہمسائے بھی ہیں۔ اور

ان کے بارے میں تمہارے منہ سے کوئی بھی ایسی بات نہیں نکلنی چاہئے جو ان لوگوں کی دل آزاری کا باعث بنے، کسی تکلیف کا باعث بنے۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو وفود آتے تھے آپؐ ان کی مہمان نوازی کا فرض صحابہؓ کے سپرد کر دیتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ عبدالقیس کے مسلمانوں کا وفد حاضر ہوا تو آپؐ نے انصار کو ان کی مہمان نوازی کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ انصار ان لوگوں کو لے گئے۔ صبح کے وقت وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے میزبانوں نے تمہاری مدارات کیسی کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! بڑے اچھے لوگ ہیں ہمارے لئے نرم بستر بچھائے، عمدہ کھانے کھلائے اور پھر رات بھر کتاب و سنت کی تعلیم دیتے رہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3صفحہ 431)

الحمدللہ کہ ہمارے ہاں جماعت میں بھی یہ نظارے دیکھنے میں آتے ہیں اور یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی وجہ سے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ربوہ میں بھی ہم نے یہی دیکھا بلکہ خود بھی اسی طرح کرتے رہے کہ مہمان جن سے کوئی خونی رشتہ بھی نہیں ہوتا بلکہ اکثر دفعہ سال کے سال ملاقات ہوتی ہے اور بعض دفعہ کئی سال کے بعد کیونکہ جماعتی نظام کے تحت جس کو جس گھر میں ٹھہرایا جائے اس نے وہیں ٹھہرنا ہوتا ہے اور اس لئے ضروری نہیں ہوتا کہ ہر مرتبہ ہر مہمان وہیں ٹھہرے، بعض دفعہ مہمان بدل بھی جاتے ہیں تو صرف اس لئے ان جلسے پہ آنے والے مہمانوں کو مہمان بنا کر گھروں میں رکھا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مہمان ہیں اور اسی لئے اپنے آرام کو ان کی خاطر قربان کیا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے یہاں بھی آپ لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے اسی طرح حوصلہ دکھاتے رہے ہیں اور انشاءاللہ دکھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ پہلے سے بھی بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کریں۔

اس دفعہ جب میں کینیڈا گیا ہوں تو بعض احمدی گھروں میں یہ دیکھ کر ربوہ کے جلسوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کہ گھر والے نیچے ایک کمرے میں یا بیسمنٹ (Basement) میں محدود ہو گئے ہیں اور گھر کے کمرے مہمانوں کو دے دیئے، ان مہمانوں کو جن کو جانتے بھی نہیں، کوئی خون کا رشتہ بھی نہیں لیکن ایک مضبوط رشتہ ہے، احمدیت کا رشتہ، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی اس رشتے کو قائم کیا ہوا ہے اور اس مضبوط رسی کو پکڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں ہمیں یہ نظارے دکھائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا: حضور! میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور بیوی سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر مدارات کا اہتمام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا: آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو اور چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپتھپا کر اور بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا، بچوں کو بھوکا سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا۔ اور پھر دونوں مہمانوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی ہمارے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سوگئے۔ صبح جب وہ انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا: تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''یہ پاک باطن ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ وہ خود ضرورتمند اور بھوکے ہوتے ہیں۔ اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں''۔

(بخاری کتاب المناقب باب یؤثرون علی انفسہم و لو کان بھم خصاصۃ)

(اس کا ترجمہ میں نے پڑھ دیا ہے۔) اس حدیث میں جو ہم میں سے بہت دفعہ بہت سے سن بھی چکے ہوں گے، پڑھ بھی چکے ہوں گے لیکن ہر دفعہ جب اس کو پڑھو اس کا عجیب لطف اور مزا ہے اور خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش اس صحابی کی جگہ ہم ہوتے کیونکہ یہ مہمان نوازی تو ایسی اعلیٰ پائے کی مہمان نوازی ہے کہ جب تک یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہمان نوازی کی مثال کو محفوظ کر لیا ہے اور ہمیشہ کے لئے یہ حوالہ بن چکی ہے اور ریکارڈ میں رہے گی۔ کیونکہ یہ ایسی مہمان نوازی ہے جس پر خوشنودی کا سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے خود دیا ہے۔ یہ مثالیں قصے کہانیوں کے طور پر نہیں دی جاتیں۔ آج بھی اگر چاہو تو ایسی مہمان نوازی کی مثال قائم کر سکتے ہو۔ ہر ایک کی اپنی اپنی استعدادیں ہوتی ہیں، توفیق ہوتی ہے۔ اس کے مطابق جتنی زیادہ مہمان نوازی کی جا سکے کرنی چاہئے اور مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ اعزاز بہرحال اس انصاری کا قائم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ لیکن ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر نیک نیتی کے ساتھ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی خوشنودی کی خاطر قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے مہمان نوازی کریں گے اور اس لئے مہمان نوازی کریں گے کہ یہ خدا کے پیارے مسیح کے مہمان ہیں، محض للہ یہاں یہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی خدمت ہم نے کرنی ہے تو چاہے ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے یہ مہمان نوازیاں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ریکارڈ ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کئے گئے کسی فعل کو بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔ تو چاہے اس جہان میں اجر دے، چاہے اگلے جہان میں رکھے، جو نیکیاں ہیں ان کا تو دونوں جہانوں میں اجر ملتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے زندگی میں ہی ایسے سلوک ہو جاتے ہیں جو فوری طور پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے فضل نظر آ رہے ہوتے ہیں جس سے احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ فضل فلاں وجہ سے ہوا ہے۔ اور جب کبھی ایسا موقعہ ہو تو ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کے حضور اور جھکنا چاہئے۔ کسی قسم کی بڑائی دل میں نہیں آنی چاہئے بلکہ عاجزی میں ترقی ہونی چاہئے۔

عبداللہ بن طِخفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثرت سے مہمان آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ہر کوئی اپنا مہمان لیتا جائے۔ ایک رات آپ ﷺ کے پاس بہت زیادہ مہمان آگئے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ ہر کوئی اپنے حصے کا مہمان ساتھ لے جائے۔ عبداللہ بن طِخفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان میں سے تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ گھر پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: کیا گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! حریرہ نامی کھانا ہے جو میں نے آپ کے افطار کے لئے تیار کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ وہ کھانا ایک برتن میں ڈال کر لائیں۔ اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا کھایا اور پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور مہمانوں کو دے دیا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کھانے میں سے اس طرح کھایا کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس پینے کو کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں حریرہ ہے جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا ہے۔ فرمایا کہ لے آؤ تو وہ لے آئیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ برتن لے کے اپنے منہ کو لگایا، اس میں سے تھوڑا سا لیا اور پھر مہمانوں کو دے دیا کہ بسم اللہ کر کے پینا شروع کریں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم بھی اسے اسی طرح پینے لگے کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر وہ سونے کے لئے مسجد میں چلے گئے اور پھر کہتے ہیں صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کو الصَّلٰوۃ الصَّلٰوۃ کہہ کر لوگوں کو بیدار کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپؐ صبح کے وقت آتے تو لوگوں کو نماز کے لئے اٹھاتے۔ راوی کہتے ہیں جب میرے پاس سے گزرے تو میں اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عبداللہ بن طِخفہ ہوں۔ آپؐ فرمانے لگے سونے کا یہ انداز ایسا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5صفحہ 326مطبوعہ بیروت)

الٹے ہو کر سونا بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ سیدھے سونا چاہئے اور بہتر یہی ہے کہ دائیں کروٹ سوئیں۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو۔

جیسا کہ ہر معاملے میں جو بھی جماعتی طور پر ذمہ داریاں بانٹی جاتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حصہ میں ضرور کچھ نہ کچھ ذمہ داری لیا کرتے تھے۔ یہاں بھی جب مہمانوں کو گھروں میں لے جانے کا موقع آیا تو آپؐ کچھ مہمانوں کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور لگتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جو بھی خوراک تیار کی ہوئی تھی، جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے، وہ بہت تھوڑی مقدار میں تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی گئی تھی۔ جب آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ خوراک تھوڑی سی مقدار میں ہے، آپؐ کی افطاری کے لئے تیار کی گئی ہے تو آپ نے اس وجہ سے بھی کہ آپؐ روزے دار تھے اور افطاری کرنی تھی اور اس لئے بھی کہ آپؐ کو پتہ تھا کہ آپ پہلے منہ لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس خوراک میں برکت ڈال دے گا، پہلے خود کھایا اور پھر باقیوں کو دیا کہ اب کھاؤ۔ اور وہ بھی بغیر دیکھے کھاتے گئے۔ جتنے بھی لوگ تھے سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر پینے کے لئے حریرہ منگوایا تو یہاں روزہ کھولنے والی بات تو کوئی نہیں، زیادہ غالب یہی ہے کہ اس لئے کہ اس خوراک میں برکت پڑ جائے اس کو بھی پہلے آپؐ نے خود پیا۔ تو اسی طرح اور بھی کھانے کے بہت سارے واقعات ہیں آپؐ پہلے لیتے تھے۔ مقصد یہی ہوتا تھا کہ اس میں برکت پڑ جائے کیونکہ جب میں کھاؤں گا، دعا کروں گا تو اس خوراک میں برکت ہو جائے گی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خوراک پہلے استعمال کی یہ اصل میں مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کے لئے تھا کہ تھوڑی سی خوراک ہے اور اس سے سیر نہیں ہو سکتے تو میں پہلے لوں اور اس پہ دعا پڑھوں تو اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے گا۔ اس لئے یہ کوئی عام اصول نہیں ہے بلکہ مہمانوں کی جب خدمت کی جائے تو پہلے مہمانوں کو کھانے کا موقع دینا چاہئے اور اس کے بعد پھر بچا کھچا آپ کھانا چاہئے۔

ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تو لوگ اژدھام کر کے آپؐ کے گرد جمع ہو گئے، بہت سارا ہجوم کر کے رش کر کے آ گئے۔ کہتے ہیں میں بھی ان میں شامل تھا جو دوڑ دوڑ کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جب آپؐ کا چہرہ خوب مجھ پر روشن ہو گیا تو میں نے جان لیا کہ یہ منہ جھوٹے کا منہ نہیں ہے اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپؐ کو کہتے ہوئے سنا وہ یہ تھی کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(مسند احمد بن حنبل ۔مسند باقی الانصار)

فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہوئے سلام کو رواج دو۔ سلام کے رواج دینے کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ ہر ایک سے محبت سے پیار سے پیش آؤ تبھی سلام کرنے کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ ایک تو ضرورتمندوں کو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ دوسرے جب تمہارے پاس جب کوئی مہمان آئے تو مہمان نوازی کے اصول کے تحت اس کی کوئی خاطر تواضع کرو۔ بعض دفعہ بعض دُور پار کے رشتہ دار یا کسی حوالے سے واقف لوگ آ جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ فلاں میرے عزیز کا کوئی واقف کار ہے اس سے مل لیں۔ جب ایسے لوگ آئیں تو ان سے بھی اچھے طریقے سے ملنا چاہئے، یہ نہ ہو کہ بیچارے خرچ کر کے جب آپ کے پاس پہنچیں تو بے رخی سے کہہ دو نہ تو میں آپ کو جانتا ہوں، نہ اس واقف کار کو جانتا ہوں اور السلام علیکم کیا اور گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ اگر کوئی دھوکے باز ہو اس کا تو چہرے سے پتہ چل جاتا ہے۔ احمدی کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شکل پہچانی جاتی ہے کہ یہ احمدی ہے۔ اس لئے اس کا بھی خیال رکھیں اور پھر اپنے غریب رشتہ داروں سے خاص طور پر صلہ رحمی کا سلوک کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ عبادت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرو کیونکہ یہ تو ہر مومن سے توقع کی جاتی ہے۔ فرض نمازوں کی طرف تو توجہ دو گے ہی، اس کی ادائیگی تو تم کر ہی رہے ہو گے مہمان نوازی کے دنوں میں یہ نہ ہو کہ نمازوں کو بھی بھول جاؤ۔ پھر یہ کہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ان حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد اب نیکی کے معیار اتنے بلند ہو گئے ہیں اور نمازوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ فرمایا کہ نہیں، حقوق العباد کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور عبادت کے اعلیٰ معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو گے۔ اس لئے دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ایک کا دوسرے پر انحصار ہے۔ تب ہی اعلیٰ معیار قائم ہو سکتے ہیں جو ایک مومن کے لئے چاہئیں اور اگر یہ معیار قائم ہو جائیں تو فرمایا کہ تم بے فکر ہو جاؤ کیونکہ یہ معیار قائم کر کے تم بڑے امن سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مہمان نوازی صرف مہمانوں تک محدود نہ تھی بلکہ دشمن بھی اس سے محروم نہ تھے۔ یہاں تک کہ جنگ کے قیدیوں سے بھی یہی سلوک تھا۔ چنانچہ ایک شخص ابو عزیز بن عُمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارا کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامّل کرتا یعنی تھوڑا سا انکار کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام ۔حالات غزوۂ بدر)

تو یہ ہیں قربانی کے اعلیٰ معیار کہ جنگی قیدیوں سے بھی اتنا حسن سلوک ہو رہا ہے کہ اپنی خوراک کی قربانی دے کر قیدیوں کو کھلایا جا رہا ہے۔ تو جب غیروں کے ساتھ یہ سلوک ہو تو اپنوں سے کس قدر حسن سلوک ہونا چاہئے اور پھر وہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اس بات کے کس قدر حق دار ہیں کہ ان کی مہمان نوازی میں کوئی بھی کمی نہ آئے۔ اب کچھ روایات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے جن کی عمر پانچ سال اور ایک سال تھی، ساتھ تھے۔ پہلے تو حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضورؑ کے اوپر والے مکان میں حضورؑ کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چھوٹی چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی کے برآمدے اور صحن میں حضرت مسیح موعودؑ مع اہل بیت رہتے تھے۔ اس واسطے حضرت مسیح موعودؑ کے بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المومنین حیران ہو رہی تھیں (یعنی ان کو بڑی گھبراہٹ تھی) کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ (بہت بھرا ہوا ہے) اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ میں ساتھ کے کمرے میں تھا اس واسطے مجھے ساری کہانی سنائی دے رہی تھی اور وہ قصہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی رات اندھیری تھی، قریب کوئی بستی نہیں تھی وہ بیچارا ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے لئے لیٹ گیا۔ اس درخت کے اوپر پرندوں کا گھونسلہ تھا۔ ان پرندوں نے فیصلہ کیا کہ آج رات یہ ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ تو مادہ نے نر کی اس بات کا اقرار کیا۔ پھر ان دونوں نے مشورہ کیا کہ رات ٹھنڈی ہے ہمارے مہمان کو آگ سینکنے کی ضرورت پڑے گی۔ آگ تاپنے کی ضرورت پڑے گی تو ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں چلو اپنا گھونسلہ اور اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں۔ ان لکڑیوں کو جلا کے وہ آگ سینک لے گا۔ انہوں نے تنکا تنکا کر کے اس گھونسلے کو نیچے پھینک دیا تو مسافر نے اس کو جلایا اور اس کو غنیمت جانا اور آگ لگا کے ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد پرندوں نے مشورہ کیا کہ مہمان کو یہ آرام تو پہنچ گیا اس کے لئے کھانے کا بھی کوئی انتظام ہونا چاہئے۔ اَور تو ہمارے پاس کچھ ہے نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گرتے ہیں۔ جب بُھن جائیں گے تو مسافر کھا لے گا۔

(ذکر حبیب صفحہ 85تا 87مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

تو اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اماں جان کو یہ کہانی سنائی کہ اس طرح مہمانوں کی خدمت کرنی چاہئے۔ آپؑ یہ نمونہ اپنے لوگوں میں قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے مہمان نوازی کے لئے ہمیشہ یہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ قربانی کرنی پڑتی ہے اور چاہے جتنی مرضی سہولتیں ہوں کچھ نہ کچھ ماحول کے مطابق قربانی کرنی ہی پڑتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ مہمان کا آنا رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ مہمان کے لئے بہرحال قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔

یہ مہمان نوازی کے طریقے اور سلیقے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سکھانا چاہتے ہیں اور ہم سے توقع رکھتے ہیں اس کا آج کل اظہار ہونا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت وتکریم کرو۔

(ابن ماجه ابواب الادب باب اذا أتاكم كريم قوم فاكرموه)

یہاں بھی بعض معززین آتے ہیں، بعض تو احمدی نہیں ہوتے اور بعض احمدی بھی ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی قوم میں، اپنے ملک میں ان کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ بہت زیادہ احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہوتا ہے اور انتظامیہ ان کا بہت خیال رکھتی ہے لیکن ہر احمدی کو جو جلسہ پر آ رہا ہو، ان لوگوں کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض مواقع پیش آ جاتے ہیں اس لئے ہمیشہ خیال رکھیں کہ ان لوگوں کا خاص احترام کرنا ہے۔ یہ خیال دل میں کبھی نہ آئے کہ یہ تو فلاں غریب ملک کا آدمی ہے اس کی عزت و احترام اتنا زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب شیطانی خیال ہیں۔ انہیں غریب ملکوں نے احمدیت قبول کرنے میں کھلے دل کا اظہار کیا ہے اور ان معززین میں سے اکثریت نے بھی جماعت سے بہت تعاون کیا ہے جو یہاں آتے ہیں۔ اس لئے ان کی عزت و احترام کا ہر احمدی کو بہت خیال رکھنا چاہئے۔

ایک اور واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کا ہے کہ ایک ہندو حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوا۔ کیونکہ ہندوؤں کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اور کھانے پینے کا بھی اپنا ایک طریقہ ہوتا

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لنگر جاری تھا لوگ آتے تھے، کھاتے تھے۔ لیکن ہندو مہمان کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا اور وہ انتظام چونکہ دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا تھا اس لئے ظاہر میں اس کی مشکلات بھی ہوتی تھیں۔ تو اس موقعے پہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ جب وہ آیا اور آپ سے ملاقات کی تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوست کیا جاوے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول صفحہ 142)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو یہ ہے کہ ایسے غیر جو آتے ہیں ان کے لئے انتظام علیحدہ ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ جتنا بہترین انتظام ہو سکے، کیا جائے۔ ان رش کے دنوں میں لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ڈیوٹی والے بھی اور عام لوگ بھی ایسے لوگوں کے آنے جانے کے وقت میں بھی کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جو کسی قسم کی تکلیف کا باعث بنے۔ اس لئے ایک تو کوئی نہ کوئی معاون انتظامیہ کو ان لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رکھنا چاہئے تاکہ چیکنگ وغیرہ کے وقت میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ بعض دفعہ اس کے علاوہ بھی بعض احمدی اپنے ساتھ کسی غیر کو جلسہ دکھانے کے لئے لے آتے ہیں تو ان کا بھی انتظامیہ کو خیال رکھنا چاہئے۔ ایک تو اس لئے بھی کہ اس شخص کے بارے میں تسلی ہو جائے اس کے لئے بھی ضروری ہے اور دوسرے مہمان نوازی کے تقاضے کے لئے بھی۔ تسلی کے لئے اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ بعض دفعہ بہت تھوڑے عرصے کی واقفیت ہوتی ہے اور دعوت الی اللہ کے شوق میں لوگ بعض دفعہ بعض غلط لوگوں کو بھی لے آتے ہیں اس لحاظ سے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہر حال غیر محسوس طریقے پر یہ نہ ہو کہ اتنی چیکنگ شروع ہو جائے کہ اگلے کو احساس ہو جائے، اگر کوئی صحیح بھی ہے تو اس کو برا لگنے لگ جائے، دونوں صورتوں کے لئے ہر وقت ایک خاص انتظام رہنا چاہئے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز کے بعد مجلس میں بیٹھے تو میر صاحب نے عبدالصمد صاحب آمدہ از کشمیر کو آگے بلا کر حضور کے قدموں میں جگہ دی اور حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ ان کو یہاں ایک تکلیف ہے کہ یہ چاولوں کے عادی ہیں اور یہاں روٹی ملتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْن۔ ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔ (ملفوظات جلد 2صفحہ 482جدید ایڈیشن)

یہاں بھی عمومی انتظام ہوتا ہے اور بعض قوموں کے لئے، مختلف ممالک سے لوگ آرہے ہوتے ہیں مختلف قومیتوں کے لوگ آرہے ہوتے ہیں، ان کے مطابق کھانے کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ بعض لوگوں کو جو عام خوراک کھانے والے ہیں ان کو بھی کچھ نرم یا پرہیزی غذا کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس خوراک کا انتظام تو ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ مہمانوں کو پتہ نہیں ہوتا اس لئے انتظامیہ کو اجتماعی قیام گاہوں پر یہ انتظام کرنا چاہئے اور دیکھتے رہنا چاہئے کہ اگر کوئی ایسا مریض کی حالت میں ہو تو اس کے لئے یہ انتظام ہو جائے۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی چھوٹی موٹی بیماری ہے یا خوراک کو بدلنا چاہتے ہیں تو وہ مہمان آجاتے ہیں کہ ہم نے تو پرہیزی کھانا ہی کھانا ہے اور بعض دفعہ مہمان ناجائز سختی بھی کر جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے مجھے بھی اس کا تجربہ ہے، لیکن کارکنان کو اس کے باوجود صبر اور حوصلے اور برداشت سے کام لینا چاہئے۔

حضرت سید حبیب اللہ صاحب حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اطلاع دی تو حضورؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے۔ اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔ (ملفوظات جلد5صفحہ 163جدید ایڈیشن)

تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ مہمانوں کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ یہاں بھی یہی سبق ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیں دیا ہے کہ باوجود تکلیف کے اور شدید تکلیف کے، مہمان کے لئے آپؑ گھر سے باہر تشریف لے آئے نہیں تو ایسی حالت نہیں تھی کہ ملتے۔ خود اظہار فرمایا، اس لئے ہمیشہ اس سنہری اصول کو یاد رکھنا چاہئے کہ گھر آئے مہمان سے ضرور مل لینا چاہئے۔ جیسا کہ پہلے میں نے کہا کسی قسم کی ٹال مٹول نہ ہو یا یہ کہ گھر آئے اور بے رخی سے مل کر گھر کا دروازہ بند کر لیں۔ کیونکہ یہاں کے بعض لوگوں کو اندازہ نہیں، پرانے رہنے والے ہیں کہ پاکستان وغیرہ ملکوں سے جو لوگ آتے ہیں کس طرح پیسہ پیسہ جوڑ کے کرایہ بناتے ہیں اور پھر صرف اس لئے کہ یہاں جلسہ اٹینڈ (attend) کریں گے کیونکہ اس جلسے کی ایک مرکزی حیثیت ہو چکی ہے اور اس لحاظ سے بھی ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ آپ سب تو یہاں رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں ایک دفعہ لیٹے ہوئے تھے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا اور کہتے ہیں کہ میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرے کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا۔ لیکن حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کے مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول صفحہ 160)

تو دیکھیں جہاں مریدی کا سوال ہے، اس روایت میں وہاں مرید کی خواہش کے مطابق پاؤں دبانے کی اجازت تو دے دی لیکن جہاں مہمان کے حق کا سوال ہے تو برداشت نہ کیا اور پہلے تیزی سے اٹھ کے خود دروازہ کھول دیا کہ آپ مہمان ہیں۔ آج کل کے پیروں کی طرح یہ نہیں کہ تم پاؤں دبا رہے ہو اس لئے جاؤ دروازہ کھولو کیونکہ تمہارا مقام ہی یہی ہے۔ تو یہ نمونے ہیں، دیکھیں کس باریکی سے آپ نے ان کا خیال رکھا تاکہ یہ مثالیں جماعت کی ترقی کے لئے قائم ہو جائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب ہوتے تھے جو رہنے والے تو چکوال کے تھے مگر پنڈی میں دکان کیا کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا۔ تھا رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا تو کافی رات گزر گئی اور تقریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آگیا تھا میں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی۔ اس لئے دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پا رہا ہے اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم بحوالہ سیرت طیّبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

تو دیکھیں مہمان نوازی کے نظارے، خدا کے مسیح کی مہمان نوازی کے۔ اس واقعہ کو تصور میں لائیں تو ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود رات بہت دیر گئے، ایک ہاتھ میں لالٹین پکڑی ہوئی، اندھیرا بہت زیادہ تھا اور وہاں کے رستے بھی ایسے تھے، اور دوسرے ہاتھ میں دودھ کا گلاس مہمان کے لئے لے کے جا رہے ہیں۔

اسی طرح مہمانوں کی ضرورت کے خیال کے بارے میں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مہمان نے آکے کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے تو حضرت صاحبؑ نے حافظ حامد علی صاحبؓ کو کہا کہ اس کو لحاف دے دیں حافظ حامد علی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا (اس کے حلیے سے لگ رہا ہو گا کہ لے جانے والا ہے) تو حضور نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ اس کے سر ہو گا۔ اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہو گا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 130مولفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

مولوی عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ مکان نیا نیا بنا تھا۔ دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ میں وہاں لیٹ گیا۔ تو حضورؑ ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپؑ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا کہ آپ کیوں اٹھے۔ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں اور میں اوپر کیسے سو رہوں۔ مسکرا کے فرمایا کہ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدا لکریم صاحب صفحہ 41)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے ہر مرتبہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑتا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوئی نہ کوئی معزز آجاتا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ جگہ دے کے خود پیچھے ہٹ جاتے تھے حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ پھر کہتے ہیں کہ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا: آؤ میاں نظام دین! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ فرما کر حضورؑ مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر بیٹھ کر ایک ہی پیالے میں کھانا کھایا۔ اور اس وقت میاں نظام دین پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعودؑ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔

(سیرت طیّبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 188)

گزشتہ جمعے میں میں نے مجالس کے حقوق کے بارے میں بتایا تھا تو یہ واقعہ مجالس کے حقوق سے بھی متعلق ہے اور مہمان نوازی سے بھی متعلق ہے اور دوسرے کے جذبات کے احساس سے بھی متعلق ہے۔

کسی مجلس میں جو بھی نیا آنے والا ہو اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کی جگہ پر بیٹھے، چاہے وہ اس کے لئے جگہ خالی بھی کرے۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس وقت تو ایسے لوگوں کو کچھ نہیں کہا کہ کیوں اسے پیچھے دھکیل رہے ہو۔ تربیت کرنا مقصود تھا۔ اصل مقصد تو تربیت تھی ان لوگوں کی۔ تو سوچ لیا تھا کہ ان بڑوں کی اصلاح یا تربیت میں نے کس طرح کرنی ہے۔ اور آپ کا حسّاس دل غریب کے دل کا احساس کر رہا تھا۔ اس لئے آپؑ نے کھانا آتے ہی خاموشی سے کھانا ڈالا اور اٹھا کر ایک طرف لے گئے اور خاموشی خاموشی میں سارے ماحول کو ساری مجلس کو سبق دے دیا کہ تم لوگ جسے حقیر سمجھ کر جوتیوں میں دھکیل چکے تھے یہ نہ سمجھو کہ وہ اس کا حقدار تھا بلکہ وہ تم سب سے زیادہ معزز ہے کیونکہ آج اہل خانہ کے پہلو میں بیٹھ اور خدا کے مسیح کے پہلو میں بیٹھ کر اس کی پلیٹ میں اس کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر جیسا کہ روایت میں بھی آتا ہے، کہ ان بڑوں کا کیا حال ہوگا۔ شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے۔ اس لئے ہمیشہ عاجزی کو پکڑے رکھیں اور ہر مہمان کی عزت و احترام کریں۔ مہمانوں کے ساتھ جو مہمان نوازی کا سلوک ہے وہ ہمیشہ ایک جیسا ہونا چاہئے۔ کسی کو غریب سمجھ کر، حقیر سمجھ کر مہمان نوازی میں فرق نہ آئے۔ اور مہمانوں سے فرق کرنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند تھا کہ ایک دفعہ اس طرح کا فرق ہونے پر جو کارکنان کی طرف سے ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو خبر دی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ رات اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ لنگر خانے میں رات کو ریاء کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اب جو لنگر خانے میں کام کر رہے ہیں ان کو علیحدہ کر کے قادیان سے چھ ماہ تک نکال دیں۔ جتنی نرم طبیعت تھی اس کے باوجود اتنا ناراضگی کا اظہار فرمایا حضور نے۔ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں کو چھ مہینے کے لئے قادیان سے ہی نکال دو۔ اور ایسے شخص مقرر کئے جائیں جو نیک فطرت اور صالح ہوں۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 3 صفحہ 194 روایت میاں اللہ دتا صاحب سہرانی سکنہ بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازی خان)

ایک اور جگہ ایک روایت میں فرمایا کہ رات خدا تعالیٰ کی طرف سے جھڑک آئی ہے (یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھڑک کا نام دے رہے ہیں) کہ میرا لنگر ذرا بھی منظور نہیں ہوا کیونکہ اس میں رِیاء کیا گیا ہے مسکین محروم رہ گئے ہیں اور امراء کو اچھا کھانا کھلایا گیا ہے۔ پھر کھانے کا انتظام حضرت صاحب نے اپنے سامنے کروایا اور سب کو ایک قسم کا کھانا کھلایا۔ ویسے بھی لنگر خانے کا شعبہ خدائی منشاء کے مطابق ایک لمبے عرصے تک حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پاس ہی رکھا تھا۔ جب مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئیں اور طبیعت میں بھی کچھ کمزوری آگئی اس وقت پھر ایک انتظامیہ کے سپرد کیا۔ جب آپ انتظام اپنے پاس رکھتے تھے تو اس وقت کا واقعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ تھا۔ ان دنوں جلسے کے لئے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے پاس سے صَرف فرماتے تھے، خرچ کرتے تھے۔ تو میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کیا کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر یعنی حضرت اماں جان کا کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے اس کو بیچ دو اور اس سے اتنا لے لو جس سے رات کی مہمان نوازی کا سامان ہو جائے۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچایا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت، کہتے ہیں میری موجودگی میں کہا کل کے لئے پھر کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ پہلے تو میں نے جو ظاہری اسباب تھے زیور گھر میں پڑا ہوا تھا اس کو بکوا کے انتظام کر دیا تھا اب ہمیں ضرورت نہیں ہے، جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں وہ خود انتظام کرلے گا۔ تو اگلے دن کہتے ہیں کہ آٹھ یا نو بجے صبح جب چٹھی رساں (ڈاکیا) آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈرز ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے سو سو پچاس پچاس روپے کے (اس زمانے میں سو اور پچاس کی بہت قیمت تھی) اور اس پر لکھا تھا کہ ہم حاضری کے لئے معذور ہیں یعنی جلسے پر حاضر نہیں ہو سکتے، مہمانوں کے اخراجات کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ وہ آپؑ نے وصول فرمائے پھر توکلّ پر ایک تقریر فرمائی۔ اور بھی چند آدمی تھے جہاں آپؑ کی نشست تھی۔ وہاں کا یہ ذکر ہے۔ فرمایا کہ جیسا کہ دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے جب ضرورت ہوتی ہے فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا جس کے مہمان ہیں آپ ہی سنبھال لے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فوراً رقم کا انتظام کر دیا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایات نمبر 1126 صفحہ 563,564)

تو جہاں تک آجکل فی زمانہ مہمان نوازی کے اخراجات کا تعلق ہے وہ تو اللہ تعالیٰ مہیا کرتا ہے اس کی تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ مہمانوں کی مہمان نوازی میں کوئی تخصیص یا فرق نہیں ہونا چاہئے۔ ایک غیر از جماعت کا آپ کی مہمان نوازی اور جماعت کے احباب کی مہمان نوازی کے بارے میں تبصرہ ہے۔ مولوی ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی تھے ابوالنصر آہ 3؍مئی 1905ء کو قادیان تشریف لائے اور اخبار وکیل میں اپنے سفر قادیان کی داستان لکھی۔ اس میں یہ اس طرح لکھتے ہیں۔ ’میں نے اور کیا دیکھا، قادیان دیکھا، مرزا صاحب سے ملاقات کی، مہمان رہا، مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میرے منہ میں حرارت کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے اور میں شور غذائیں کھا نہیں سکتا تھا (یعنی زیادہ نمک مرچ والی نہیں کھا سکتے تھے) مرزا صاحب نے جبکہ وہ گھر سے تشریف لائے دودھ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی۔ کارکنان کو کہا ان کو دودھ اور روٹی دو کیونکہ یہ مرچیں نہیں کھا سکتے۔ پھر کہتے ہیں آجکل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ جو خود انہی کی ملکیت ہے۔ میں قیام پذیر ہیں۔ بزرگان ملت بھی وہیں ہیں۔ قادیان کی آبادی تقریباً 3 ہزار آدمی کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے۔ راستے کچے اور ناہموار ہیں بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آتی ہے۔ اپنی نوعیت میں سب پر فوق لے گئی ہے (یعنی کہ ایسی خراب سڑک ہے جو خراب سڑکوں میں یا سفر کی مشکلات میں سب سے بڑھ گئی ہے) کہتے ہیں آتے ہوئے یکّے میں مجھے ٹانگے میں جس قدر تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کے رتھ نے لوٹنے کے وقت تخفیف کر دی۔ آئے تو ٹانگے پہ تھے واپسی پہ نواب محمد علی خاں صاحب نے رتھ دے دی تھی اس سے کہتے ہیں کہ میرا سفر نسبتاً آسان ہو گیا۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی میں آگے نہ بڑھ سکتا، اتنا گندا راستہ تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 144-145)۔ یہ نمونے ہمیں ہمیشہ قائم رکھنے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم پوری توجہ کے ساتھ اور انشراح صدر کے ساتھ خوش دلی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کر سکیں۔ اور یہاں ان دنوں میں کسی کو کوئی بھی تکلیف نہ ہو۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ لمبے تجربے سے ماشاء اللہ منتظمین اور معاونین بھی اس قابل ہو چکے ہیں کہ ان مہمانوں کی خدمت احسن طور پر انجام دے سکیں۔ تو اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ خدمت کرنی چاہئے اور ہمیشہ صبر، حوصلے اور دعا کے ساتھ اس خدمت پر کمربستہ رہیں، اس خدمت کو کرتے رہیں اور اپنے کسی قریبی عزیز کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق پائیں۔ علاوہ ان لوگوں کے جو ڈیوٹی پر ہیں وہ تو خدمت پر مامور ہیں، خدمت کریں گے لندن میں رہنے والے اور اسلام آباد کے ماحول میں رہنے والوں سے بھی امید ہے کہ وہ بھی مہمان نوازی کے نمونے دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال
اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ھر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بھترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

بقیہ : صحائف قمران کی مرکزی شخصیت ”نیک استاد“ کو پہچانئے
از صفحہ نمبر ۴

with their afflictions; they have pounded my soul all day. But Thou O my God, has changed the tempest to a breeze; Thou hast delivered the soul of the poor one like {a bird from the net and like} prey from the mouth of lions." (P 267-268)...."I {thank Thee, O Lord, for} Thou hast placed me beside a fountain of streams in an arid land, and close to a spring of waters in a dry land, and besides a watered garden {in a wilderness}." (P 278)

یعنی ”اے رب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری جان کو زندوں کی پوٹلی میں رکھا اور گڑھے میں پھینکنے کے لئے جو پھندے تیار کئے گئے تھے تو نے ان سے بچانے کے لئے میرے اردگرد حفاظتی باڑ لگا دی۔ متشدد لوگ میری جان کے پیچھے صرف اس لئے پڑ گئے تھے کہ میں تیرے عہد سے چمٹا رہا۔ یہ دھوکہ بازوں کا گروہ اور شیطانی ہجوم نہیں جانتے کہ تو نے ہی مجھے کھڑا کیا ہے اور تو ہی اپنے رحم سے میری جان بچائے گا کیونکہ میرے سارے قدم تیری منشاء کے مطابق اٹھتے ہیں۔“

پھر استاد نظم نمبر 8 (سابقہ نمبر 3) میں عرض کرتے ہیں: ”اے میرے خالق میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے ہمیشہ مجھ پر نظر رکھی۔ تو نے ہی مجھے جھوٹے مفسرین کے تعصب سے بچایا اور نیز خوشامد پسند گروہ سے۔ تو نے اس عاجز کی جان ان سے چھڑائی جنہوں نے تدبیر کی تھی کہ اس کا خون بہا کر اُسے تباہ کر دیا جائے اور یہ صرف اس لئے کہ وہ تیری خدمت میں لگا تھا۔“

نیز استاد اپنی نظم نمبر 13 (سابقہ نمبر 8) میں عرض گزار ہیں: ”اے خدا میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس زمانہ میں جب کچھ عرصہ میں نے ان سخت نافرمانوں کے درمیان گزارا تو نے مجھے چھوڑا نہیں ......اے خدا تو نے مجھے ان آدم زادوں سے پناہ دی اور اپنی باتوں (یا قانون) کو اس وقت تک میرے دل میں پوشیدہ رکھا جب تک تو میرے بچائے جانے کو ظاہر کر دے۔ تو نے میری جان کو رنج والم کی گھڑیوں میں نہیں چھوڑا اور روح کی تلخی کے وقت جب میں درد سے کراہ رہا تھا تو تُو نے میری آہ وزاری کو سنا اور میری غم بھری فریادوں کو بپایہ قبولیت جگہ دی ......شریر ظالموں نے میرے خلاف دکھوں کے طوفان کھڑے کر دیئے ۔ وہ سارا دن میری جان پر ہتھوڑے چلاتے رہے۔ پَر اے خدا تو نے اس شدید طوفان کو ہوا کے نرم جھونکوں سے بدل دیا۔ تو نے اس عاجز کی جان کو اس طرح رہائی دلائی جس طرح جال میں پھنسے ہوئے پرندہ اور شیروں کے منہ میں آئے ہوئے شکار کو چھٹکارا دلایا جائے“۔

پھر نظم نمبر 18 (سابقہ نمبر 14) میں استاد خدا کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ”اے خدا میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے ایک غیر آباد زمین کے اندر ندیوں کے چشمہ کے پہلو میں جگہ دی جو خشک زمین کے اندر پانیوں کے چشمہ کے قریب پانی والے باغ کے نزدیک واقع ہے۔“

استاد نے پیشگوئی کی کہ میرے دشمن قیامت تک مغضوب رہیں گے

نیک استاد اپنی نظم نمبر 5 (سابقہ نمبر 22) میں یہ پیشگوئی فرماتے ہیں:

(13) The Teacher prophesied that his persecutors would incur the wrath of God till eternity. He said: "But the wicked Thou didst create for {the time} of Thy {wrath}, Thou didst vow, from the womb to the Day of Massacre, for they walk in the way which is not good. They have despised {Thy Covenant} and their souls have loathed Thy {truth}; they have taken no delight in all Thy commandments and have chosen that which Thou hatest. {For according to the mysteries} of Thy wisdom, Thou hast ordained them for great chastisements before the eyes of all Thy creature, that {for eternity} they may serve as a Sign {and a wonder}, and that {all men} may know Thy glory and Thy tremendous power." (P 250-251)

”یعنی ”لیکن یہ تیری شریر مخلوق ہمیشہ خدا کے غضب کے نیچے رہے گی ۔ یہ تیرا ایسا فیصلہ ہے جو رحم مادر سے لے کر قیامت تک چلتا چلا جائیگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُن راہوں پر چلتے ہیں جو اچھی نہیں۔ انہوں نے تیرے عہد کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور حق سے سخت کراہت سے پیش آتے ہیں۔ وہ تیرے احکام پر ہرگز راضی نہیں اور انہوں نے وہ طریق اختیار کیا ہے جسے تو ناپسند کرتا ہے۔ تیری پوشیدہ حکمت نے ان کیلئے سخت عذاب مقدر کر دیا ہے جس کو تیری ساری مخلوق مشاہدہ کرے گی تا ہمیشہ کے لئے یہ ایک عظیم نشان بن جائے اور تمام لوگ تیری شان اور مہیب طاقت کو جان لیں۔“

اُستاد نے پیشگوئی کی کہ میرے ماننے والے ہمیشہ دوسروں پر غالب رہیں گے:

نیک استاد نے اپنی جماعت کے لئے اپنی تعلیم پر مبنی کچھ نصائح لکھیں جو THE EXHORTAION کے عنوان کے تحت مذکورہ بالا کتاب کے صفحات 127 تا136 پر درج ہیں۔ ان میں وہ لکھتے ہیں:

(14) Exhorting his followers the Teacher said: "And God observed their deeds, that they sought Him with a whole heart, and He raised for them a Teacher of Righteousness to guide them in the way of His heart. And He made known to the latter generations, that which God had done to the latter generations, the congregation of traitors, to those who departed from the way." (P 127)...

"But all those who hold fast to these precepts, going and coming in accordance in accordance with the Law, who heed the voice of the Teacher and confess before God, (saying), 'Truly we have sinned, we and our fathers, by walking counter to the precepts of the Covenant, Thy judgements upon us are justice and truth; who do not lift their hand against His holy precepts of His righteous statutes or His true testimonies; who have learned from the former judgements by which the members of the Community were judged; who have listened to the voice of the Teacher of Righteousness and have not despised the precepts of righteousness when they heard them; they shall rejoice and their hearts shall be strong, and they shall prevail over all sons of the earth. God will forgive them and they shall see His salvation because they took refuge in His holy Name." (P 135-136)

یعنی ”اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ پورے دل کے ساتھ خدا کو تلاش کرتے ہیں تو اس نے ان کے لئے ”نیکی کا استاد“ مبعوث کیا تا وہ ان کو خدا کے منشاء کے مطابق چلائے ......پس وہ تمام جو ان ہدایات کو مضبوطی سے پکڑیں گے اور ان کا چلنا پھرنا شریعت کے مطابق ہوگا۔ جو استاد کی آواز پر لبیک کہیں گے اور خدا کے حضور اپنے گناہوں کو اقرار کرتے ہوئے کہیں گے کہ اے خدا ہم نے اور ہمارے باپ دادوں نے تیرے عہد کی خلاف ورزی کر کے سخت گناہ کیا ہے۔ ہمارے متعلق تیرے فیصلے حق وحکمت پر مبنی ہیں۔

نیز جو لوگ خدا کے مقدس احکام کے خلاف ہاتھ نہیں اٹھاتے جو اس کے سچے قوانین اور عہدوں کے مطابق ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیکی کے استاد کی آواز کو سنا ہے۔ اور وہ جنہوں نے جب تقویٰ پر مبنی احکام سنے تو ان کو تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھا وہ خوش ہوں گے اور ان کے دل مضبوط ہوں گے اور وہ تمام زمینی لوگوں پر غالب آئیں گے ۔ اللہ ان کے قصور معاف فرمائے گا اور وہ نجات پائیں گے کیونکہ وہ خدا کے مقدس نام کی پناہ میں آ گئے ہیں۔“

بھلا بوجھئے کہ ”نیک استاد“ کے پردہ میں خدا کے کون سے فرستادہ ہیں

ایک یہودی جب مذکورہ بالا نشانیوں کو پڑھے گا تو وہ کہے گا کہ نیک استاد کے لبادہ میں مریم کے بیٹے عیسیٰ تو نہیں ہو سکتے ان کو تو ہم نے صلیب پر مار دیا تھا اور یوں لعنتی قرار پا کر جھوٹے مسیح ٹھہرے تھے۔ نعوذ باللہ نہ وہ بچ نکلے تھے، نہ دور کہیں چشموں والی زمین میں چلے گئے تھے۔

ایک عیسائی جب ان علامتوں کو دیکھے گا تو وہ کہے گا کہ یہ ’نیک استاد‘ مسیح کیسے ہوسکتا ہے۔ مسیح تو مر کر جی اٹھے تھے اور اپنے زخمی بدن کے ساتھ بادلوں میں ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے۔ اگر وہ بچ گئے تھے اور بجائے آسمان کے کسی اور چشموں والے علاقہ میں چلے گئے تھے تو پھر وہ خدا کے بیٹے کیسے ہوئے اور کفّارہ کیا ہوا۔

ایک غیر احمدی مسلمان بھی ’نیک استاد‘ کے لباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں پہچان سکے گا۔ اس لئے کہ اس کے عقیدہ کے مطابق تو وہ صلیب پر چڑھے ہی نہیں، وہ تو کوئی چور تھا جس کی شکل قدرت خداوندی سے عیسیٰ جیسی ہو بہو بنا دی گئی تھی اور وہ چور صلیب دیا گیا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے بجسد عنصری چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔ نہ ان کا خون بہا، نہ خدا کو اُسے شیروں کے منہ میں آئے ہوئے شکار کی طرح بچانے کی ضرورت پڑی، اور نہ وہ کسی دُور کی زمین میں ہجرت کر گئے تھے۔ اس لئے یہ ’نیک استاد‘ عیسیٰؑ نہیں ہو سکتے وہ کوئی اور خدا کا نیک بندہ ہوگا۔

لیکن ایک احمدی مسلمان کے لئے ’نیک استاد‘ کے پردہ میں چھپے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہچان لینا کچھ بھی مشکل نہیں ۔ یہ ساری باتیں جو صحائف قمران میں لکھی ہوئی ہیں اور اوپر بیان ہوئی ہیں خدا سے علم پا کر بہت پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاف صاف بیان فرما چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں جو 1891ء میں شائع ہوئی لکھا کہ مجھے خدا نے بذریعہ الہام بتایا ہے کہ ”مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔“

(ازالۂ اوہام صفحہ 561 تا 562)

پھر 1899ء میں آپ نے اپنی کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ تحریر فرمائی اور اس میں قرآن، بائبل، تاریخ اور حکمت کی کتابوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کی تدبیروں کو ناکام کیا اور صلیب پر موت سے بچا کر انہیں کشمیر کی چشموں والی زمین میں پناہ دی۔

پس صحائف قمران کی شکل میں خدا کا ایک عظیم نشان ظاہر ہوا ہے جس سے آنحضرت ﷺ، قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ یہ صحائف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے یہود! جس مسیح کا تمہیں انتظار تھا وہ تو کب کا آچکا اور اے عیسائیو! حضرت مسیح علیہ السلام نہ خدا کے بیٹے تھے، نہ وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوئے اور جس خدا کی بادشاہت کا تمہیں انتظار ہے وہ تو 1500 سال پہلے آچکی ۔ اور اے مسلمانو! تم آسمان سے کسی عیسیٰ کو اترتے نہ دیکھو گے۔ جو مسیح آنا تھا وہ تو آچکا۔ آؤ اور سبھی اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

غانا کے جماعتی اداروں کا مختصر تعارف

سکولز (Schools)

جماعتی ریکارڈ کے مطابق جماعت احمدیہ غانا کے تحت ملک بھر میں 68 کنڈر گارڈن، 124 پرائمری سکول، 46 جونیئر سیکنڈری سکول، 7 سینئر سیکنڈری سکول، ایک مشنری ٹریننگ کالج اور ایک مشنری ٹریننگ کالج ہے۔ان اداروں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

(۱) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔

پوٹسن (POTSIN)۔

تاریخ آغاز: ستمبر 1972
تعداد طلباء: 978
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم شریف احمد صاحب۔
موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr.Muhammed Kwesi Ackonu

(۲) اکمفی (EKUMFI)

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول

ایسارچر (ESSARKYIR)

تاریخ آغاز: ستمبر 1972۔
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم نصیر احمد صاحب۔
موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr.Dimbie Mumuni Issah

نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سکول میں 11 ستمبر 1979ء تا مارچ 1983ء ہیڈ ماسٹر رہے۔

(۳) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔

فومینا (Fomena)

تاریخ آغاز: اکتوبر 1968ء۔
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم کمال الدین احمد صاحب
موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr.Nasir Ahmad Keelson

(۴) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔

آسوکورے (Asokore)

تاریخ آغاز: 1971ء
پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم مبارک احمد صاحب۔
موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr.Yeboah .Druye

(5) ٹی آئی احمدیہ سکول۔

وا (Wa)

تاریخ آغاز: 15 اکتوبر 2001ء
پہلے اور موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr.Moomen Alhassan Sarihabilu

(6) ٹی آئی احمدیہ سکول۔

کماسی (Kumasi)

تاریخ آغاز: 30 جنوری 1950ء۔
پہلے ہیڈ ماسٹر:
مکرم ڈاکٹر سفیر الدین صاحب۔ (PhD)
موجودہ ہیڈ ماسٹر:
Mr. Yusuf Kobena Agyare

(7) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول۔

سلاگا (Salaga)

تاریخ آغاز: ستمبر 1971ء۔
پہلے ہیڈ ماسٹر: چوہدری محمد اشرف صاحب۔
موجودہ ہیڈ ماسٹر: مکرم ابوبکر بن یعقوب صاحب۔
نوٹ: حضور انور ایدہ اللہ اس سکول میں اگست 1977ء تا اگست 1979ء ہیڈ ماسٹر رہے۔

❁❁❁❁

ہاسپٹلز، کلینکس
Hospitals / Clinics

ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے تحت 6 ہسپتالز اور 4 ہومیو کلینکس کام کر رہے ہیں۔ان میں:

(1) احمدیہ مسلم ہسپتال۔

سویڈرو (Swedro) سنٹرل ریجن

تاریخ آغاز: 16 اپریل 1971ء۔
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد نصر اللہ صاحب۔

(2) احمدیہ مسلم ہسپتال۔

ڈابوآسی (Daboasi)۔ ویسٹرن ریجن

تاریخ آغاز: 1974ء۔
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب اور ڈاکٹر تمنا خان صاحب۔ (ان کا تعلق بنگلہ دیش سے تھا)۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب۔ مکرمہ ڈاکٹر شمائلہ ابراہیم صاحبہ۔

(3) احمدیہ مسلم ہسپتال

کوکوفو (Kokofu)۔ اشانٹی ریجن

تاریخ آغاز: یکم نومبر 1970ء۔
پہلے ڈاکٹر: ڈاکٹر بریگیڈئر غلام احمد صاحب۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب۔

(4) احمدیہ مسلم ہسپتال۔

آسکورے (Asokore)۔ اشانٹی ریجن

تاریخ آغاز: 28 فروری 1971ء۔
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر سیّد غلام مجتبیٰ صاحب۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر سیّد تاثیر مجتبیٰ صاحب۔

(5) احمدیہ مسلم ہسپتال

ٹیچی مان (Techiman)

برنگ اہافو ریجن

تاریخ آغاز: 26 ستمبر 1971ء۔
پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب۔

(6) احمدیہ مسلم ہسپتال

کالیو۔ اپرویسٹ ریجن

پہلے ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر شیخ نصیر احمد صاحب۔
موجودہ ڈاکٹر: مکرم ڈاکٹر نصر اللہ حمید صاحب۔

❁❁❁❁❁

ہومیو کلینکس

(1) احمدیہ مسلم ہومیو کلینک

مُنقسِم (Mankassim)۔ سنٹرل ریجن

آغاز: 15 ستمبر 2000ء۔
پہلے رموجودہ ڈاکٹر انچارج: Dr.Mustapha Mohammed Kobina Appiah.

(2) احمدیہ مسلم ہومیو کلینک۔

کوفوروڈوا۔ ایسٹرن ریجن

آغاز: 5 دسمبر 1998ء۔
ڈاکٹرز انچارج: مکرم ڈاکٹر شبیر حسین صاحب، مکرم ڈاکٹر عظمیٰ خلیل صاحبہ۔

(3) احمدیہ مسلم ہومیو کلینک۔

ساچرے ایڈوماسی

آغاز: 1996ء۔
پہلے ڈاکٹر انچارج: مکرم مبارک احمد آدم صاحب۔

(4) احمدیہ مسلم ہومیو کلینک۔

بواڈی۔ کماسی۔ اشانٹی

پہلے اور موجودہ ڈاکٹر ز: مکرم ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب، مکرمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ۔

یہ کلینک اکرا (Accra) میں دسمبر 1991ء میں شروع ہوا پھر 1993ء میں کماسی شفٹ ہوا۔ 9 ماہ کماسی مشن ہاؤس میں عارضی طور پر رہا پھر بواڈی کے مقام پر موجودہ کلینک والی جگہ پر 1994ء میں کام شروع ہوا۔ کلینک کے ساتھ ساتھ طاہر ہومیو کمپلیکس بھی کام کر رہا ہے۔

آغاز میں مقامی طور پر گلو بیولز اور پلاسٹک کی شیشیاں بنانے والی مشینیں تیار کی گئیں۔ پھر 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے بائیو کیمک ادویہ بنانے والی مشینیں پاکستان سے منگوائی گئیں۔ اب خدا کے فضل سے یہاں گلو بیولز، پلاسٹک کی شیشیاں، بائیو کیمک ادویہ بنا کر افریقہ کے ممالک حتی کہ جرمنی اور لندن تک بھی بھجوائی جاتی ہیں۔

(5) احمدیہ مسلم ہومیو کلینک۔

کماسی (Kumasi) اشانٹی ریجن

ڈاکٹر انچارج: Dr.Ahmad Abeka

❁❁❁❁❁

دیگر تعلیمی اداروں کا تعارف

(1) احمدیہ ووکیشنل سکول۔

اکرا (Accra)

آغاز: جنوری 1995ء۔
پہلی پرنسپل:
Miss Mariam Acheampong
موجودہ پرنسپل: حاجیہ رحمت مسلم صاحبہ۔

(2) احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج

اکرافو۔ سنٹرل ریجن

آغاز: 21 اپریل 1996ء۔
(سالٹ پانڈ میں آغاز ہوا)
پہلے پرنسپل:
مولوی محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری۔
موجودہ پرنسپل: مکرم حمید اللہ ظفر صاحب۔
(آج تک یہاں سے 201 طلباء فارغ ہو کر مختلف ممالک میں مبلغین کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں)۔

(3) نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج

وا (Wa)، (اپرویسٹ ریجن)

آغاز: 1970ء (ابتداء میں اس کا نام نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کے طور پر ہوا)۔
پہلی ہیڈ مسٹرس: نعیمہ شکیل صاحبہ۔
پھر جب یہ ادارہ اکیڈمی سے کالج بنا تو پہلے پرنسپل مکرم مسعود احمد شمس صاحب بنے۔
موجودہ پرنسپل: مکرم خالد محمود صاحب۔

تربیتی و تبلیغی سنٹر

بواڈی اور کماسی کے مقام پر نو مبائع مسلمان آئمہ اور عیسائیوں سے احمدی ہونے والے احباب کی تربیت اور ٹریننگ کے لئے تربیتی و تبلیغی سنٹر بنایا گیا۔ جہاں آئمہ کے لئے 2 ہفتہ اور دیگر نو مبائعین کے لئے چھ ماہ کا کورس کروایا جاتا ہے۔ تربیتی سنٹر 1992ء کو بنا جبکہ تبلیغی سنٹر 1997ء میں بنایا گیا۔ چھ ماہ کا کورس کرنے والوں کی تعداد 300 اور دو ہفتہ کا کورس کرنے والے نو مبائعین آئمہ کی تعداد 580 ہے۔

❁❁❁❁❁

Jaleb

جماعت احمدیہ بینن — ایک نظر میں

کل جماعتیں: 274
کل مساجد: 312
مشن ہاؤس: 35

ممالک جوامارت بینن کے تحت کام کررہے ہیں:

1۔ٹوگو (Togo)
2۔نائیجر (Niger)
3۔ساؤتومے (Sao Tome)
4۔سنٹرل افریقہ (Central Africa)
5۔گابوں (Gabon)

کل معلمین: 29
سنٹرل مبلغین:

(بینن میں) : 9

1۔مکرم خالد محمود شاہد صاحب۔
2۔مکرم مجیب احمد منیر صاحب۔
3۔ مکرم مرزاانوارالحق صاحب۔
4۔مکرم عارف محمود شہزاد صاحب۔
5۔مکرم مظفر احمد ظفر صاحب۔
6۔مکرم ناصر احمد محمود صاحب۔
7۔مکرم آصف محمود ڈار صاحب۔
8۔مکرم میاں قمر احمد صاحب۔
9۔مکرم حافظ احسان سکندر صاحب
(امیر ومشنری انچارج۔بینن)

نائیجر (Niger) میں: 4

1۔مکرم اصغر علی بھٹی صاحب
2۔مکرم اکبر احمد طاہر صاحب۔
3۔مکرم شاکر مسلم صاحب۔
4۔مکرم فخر الاسلام صاحب۔

ٹوگو (Togo) میں: 3

1۔مکرم عبدالقدوس صاحب۔
2۔مکرم عرفان احمد ظفر صاحب۔
3۔مکرم جمیل احمد طاہر صاحب۔

ساؤٹومے (Sao Tome): 1

1۔مکرم رشید احمد طیب صاحب۔

لوکل مبلغین جو گھانا اور نائیجیریا کے جامعات سے فارغ التحصیل ہیں: 6

مرکزی ڈاکٹر صاحبان: 2

1۔مکرم ڈاکٹر عبدالوحید خادم صاحب۔
انچارج احمدیہ ہسپتال پورٹونووو (PortoNovo)
2۔مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب۔
انچارج احمدیہ ہسپتال کوتونو (Kotonou)

ہسپتال: 2

1. Ahmadiyya Medical Centre Porto Novo
2. Ahmadiyya Medical Centre Cotonou

ڈسپنسری : 1

منصوبہ جات برائے ہسپتال وڈسپنسریز۔

آئندہ سالوں میں مزید تین ہسپتالوں کا منصوبہ تیار ہے۔جن میں سے:

1. Ahmadiyya Medical Centre - Parakou
2. Ahmadiyya Medical Centre - Save
3. Ahmadiyya Medical Centre - Niamey (Niger)

اسی طرح ڈسپنسری قائم کرنے کا بھی ارادہ ہے جس کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ بینن میں عطا فرمایا ہے۔

سلائی سکولز: 2

1۔پراکو (Parakou)
2۔سیمیرے (Semere)

خدمت خلق:

صرف گزشتہ سال ہمارے میڈیکل سنٹرز سے کل 23,263 مریضوں کا علاج کیا گیا۔جس میں سے 1,393 مریضوں کا علاج مفت کیا گیا۔اسی طرح صرف گزشتہ سال میں ایک میڈیکل کیمپ کے ذریعہ قریباً 1900 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔یہ کیمپ نارتھ بینن میں ایسی جگہ لگایا گیا جہاں علاج کی سہولیات میسر نہ تھیں۔

Humanity First:

مورخہ ۱۸/دسمبر ۲۰۰۳ء سے ہیومینٹی فرسٹ اب بینن میں باقاعدہ سرکاری طور پر خدمات بجا لا رہی ہے۔آئندہ سالوں میں اس کے منصوبوں میں کمپیوٹر سنٹرز کے اجراء کے علاوہ پانی، صحت اور تعلیم کی سہولیات فراہم کرنا ہے۔

چندہ جات:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرنچ ممالک کے کشف کے بعد جماعت احمدیہ بینن نے مالی قربانی میں بھی نمایاں ترقی کی۔1994-95 کے بجٹ میں چندہ جات تمام مدات کا کل بجٹ 2 ملین 6 لاکھ 52 ہزار 906 فرانک سیفا تھا۔جبکہ 2003-04 کے بجٹ میں چندہ جات تمام مدات کا کل بجٹ قریباً 14 ملین فرانک ہے۔الحمدللہ

M.T.A

خدا کے فضل سے اپریل 2004 میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے MTA بینن کے سٹوڈیو کا افتتاح فرمایا۔اس وقت بینن میں کل 21، MTA سنٹرز موجود ہیں اور مزید 35 مقامات پر ایم ٹی اے سنٹرز کے افتتاح کا منصوبہ ہے۔

12ویں عالمی بیعت کے روح پرور اور وجد آفریں مناظر

گزشتہ 12 برسوں میں جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والوں کی تعداد تقریباً 17 کروڑ ہو چکی ہے

امسال جماعت احمدیہ میں تین لاکھ سے زائد سعید روحوں کی شمولیت

خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے دوسرے اور جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38ویں جلسہ سالانہ منعقدہ مورخہ 30-31 جولائی و یکم اگست 2004 بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ کے موقع پر 12 ویں عالمی بیعت کے ذریعہ تاریخ روحانیت میں ایک ایمان افروز اور روح پرور واقعہ رونما ہوا۔جلسہ کے تیسرے اور آخری روز پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 5:00 بجے اکناف عالم کے تمام احمدی اپنے پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں عالمی بیعت کے لئے جمع ہوئے۔اور 3 لاکھ سے زائد نومبایعین بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل 25 ہزار احباب نے خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں موجود کروڑہا احمدیوں نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ اپنے آقا کے پیچھے تجدید بیعت کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بیعت کے لئے جب مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک اور تاریخی کوٹ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔حضور انور سٹیج کے سامنے کشادہ جگہ میں رونق افروز ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا کہ امسال اب تک 3 لاکھ 4 ہزار 910 بیعتیں حاصل ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو ثبات قدم عطا فرمائے۔حضور نے بتایا کہ 101 ممالک میں سے 231 قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔الحمدللہ۔اس کے بعد بیعت کی کارروائی کا آغاز ہوا۔حضور انور کے ہاتھ پر مختلف نومبایعین نے ہاتھ رکھ کر جسمانی رابطہ پیدا کیا اور پھر جلسہ گاہ میں موجود باقی احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر روحانی وجسمانی تعلق بنایا۔حضور انور نے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے جبکہ جلسہ گاہ میں موجود مختلف اقوام کے لوگوں کے لئے ساتھ ساتھ ان کی زبانوں میں الفاظ بیعت دہرانے کا انتظام موجود تھا۔

عالمی بیعت کے اس وجد آفریں منظر کے بعد کل عالم کے احمدیوں نے اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں سجدہ تشکر ادا کیا۔اس طرح سارا جہانِ احمدیت خدا کے حضور جھک گیا۔اور احباب جماعت نے اپنے مولیٰ کریم کے ان احسانوں پر اظہار تشکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سالوں میں کروڑوں سعید روحوں کو جماعت احمدیہ میں شامل کر کے کئے ہیں۔سجدہ تشکر کے ساتھ بارھویں عالمی بیعت کا یہ روح پرور نظارہ اختتام پذیر ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمی بیعت کا یہ روحانی سلسلہ جاری فرمایا تھا اور پہلی بیعت 1993 میں ہوئی تھی جس میں دو لاکھ سے زائد سعید روحیں سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا اور دنیا بھر سے مختلف اقوام فوج در فوج اس سلسلہ میں داخل ہوتی چلی گئیں۔

خدا کرے کہ دنیا بھر کی سعید روحیں ایمان اور استقامت کی دولت سے مالا مال ہوتی چلی جائیں۔
اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ وَثَبِّتْ اَقْدَامَھُمْ۔

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ہدایت کیلئے اصحاب احمدؑ کی قبولیتِ دعا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۰؍جنوری ۲۰۰۴ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اصحاب کی ایسی دعاؤں کی قبولیت کا ذکر (مرتبہ: عطاء الوحید باجوہ صاحب) شامل اشاعت ہے جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا اور انہوں نے مسیح الزمان یا خلیفۂ وقت کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت جان محمد صاحبؓ

حضرت جان محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دل میں آیا کہ (حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے بارہ میں) استخارہ کرلینا چاہئے۔ سجدہ میں گڑگڑا کر دعائیں شروع کیں کہ الٰہی تو ہادی ہے میری رہنمائی کر۔ چند روز کے بعد میرے مرشد حضرت پیر حنین شاہ صاحبؒ خواب میں ملے اور فرمایا اب ان کا راج ہے فوراً بیعت کرلے۔ پھر چند دن کے بعد ایک نورانی بزرگ بمعہ حضرت شاہ صاحب ایک جگہ تشریف فرما دیکھے۔ حضرت شاہ صاحب مؤدب دوزانو ہوکر بزرگ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ بزرگ کے پوچھنے پر آپؒ نے میرے بارہ میں عرض کیا: مَیں نے اس کو تاکید کرکے (بیعت کیلئے) کہہ دیا ہے مگر معلوم نہیں کہ یہ کیا سوچ رہا ہے۔ پھر بزرگ سے فرمایا: اس کو کہہ دیں کہ جلدی بیعت کرلے ورنہ پچھتائے گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

چند روز کے بعد تیسرے بزرگ جن کے نورانی چہرہ کی میں تاب نہ لاسکا بمع پہلے دو بزرگوں کے رؤیا میں دیکھے اور پہلے دونوں بزرگ تیسرے بزرگ کے حضور مؤدب بیٹھے تھے۔ تیسرے بزرگ کے دریافت کرنے پر دوسرے بزرگ نے انہیں بتایا کہ شاہ صاحب نے اسے (بیعت کے لئے) کہہ دیا ہے مگر خبر نہیں یہ کس سوچ میں ہے؟۔ پھر تیسرے بزرگ نے بہت رعب دار آواز سے فرمایا: جلدی بیعت کرلے ورنہ پچھتائے گا۔ آپ نے ایسے زور سے فرمایا کہ میں کانپ کر اٹھ بیٹھا۔ میری بیوی نے مجھ سے وجہ پوچھی تو مَیں نے حقیقت بیان کردی۔ میری بیوی نے کہا: جب آپ کو بار بار بیعت کی تاکید ہوتی ہے تو کیوں نہیں کرلیتے۔

یہ فروری 1901ء تھا اور مردم شماری کے دن تھے۔ میں نے پٹواری کو مذہب کے خانہ میں سب گھر والوں کی طرف سے احمدی لکھا دیا۔ پھر اپریل 1901ء میں قادیان حاضر ہوا۔ جب حضورؑ نماز مغرب کے بعد شاہ نشین پر رونق افروز ہوئے تو مَیں نے مؤدبانہ کھڑے ہوکر بیعت کی درخواست کی۔ حضورؑ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں مڈل سکول میں اوّل مدرس ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا: پھر آپ رخصت لے کر آئے ہوں گے۔ عرض کیا: دس روز کی رخصت ہے۔ فرمایا: بہت دن ہیں، آپ یہاں رہیں۔ میں بیٹھ گیا اور میرا ایمان بڑھ گیا اور دل نے گواہی دی کہ حضور صادق ہیں اور صحبت سے فیضیاب ہونے کا سبق سکھاتے ہیں۔ پانچ روز گزرنے کے بعد پھر میں نے بیعت کی درخواست کی تو فرمایا: بہت دن ہیں اَور ٹھہریں۔ حضور نے ان دنوں ایسے کلمات طیبات ارشاد فرمائے کہ جن باتوں کی نسبت میں پوچھنا چاہتا تھا وہ اکثر ان دنوں حل ہوگئیں اور مجھے سوال کرنے کی نوبت نہ آئی۔ میں حضورؑ کے نزدیک بیٹھا کرتا تھا تاکہ حضورؑ کے لباس مبارک سے برکت حاصل کروں۔ موقع ملتا تو پاؤں بھی دبایا کرتا۔ جب رخصت کا ایک دن باقی رہا تو پھر مَیں نے بیعت کے لئے عرض کیا۔ چنانچہ حضورؑ نے بیعت لی، دعا کی اور مجھے جانے کی اجازت دیدی۔ میں نے عرض کی کہ مَیں نے ایک بزرگ کی بیعت کی ہوئی تھی جن کا کئی سال پہلے وصال ہوچکا ہے۔ مَیں اُن کے صاحبزادہ کی خدمت بھی کرتا ہوں۔ اب آپؑ کی بیعت کے بعد میرا اُن سے کیا برتاؤ ہو؟۔ حضورؑ نے فرمایا: آپ ان کی خدمت پہلے سے بھی زیادہ کریں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ آپ نے اخلاق میں کیا ترقی کی ہے۔ آپ کی وہ پہلی بیعت ایسی تھی جیسا کہ پانی نہ ملنے کے وقت مٹی پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلیا جاتا ہے۔ اب آسمان سے خالص پانی آگیا ہے، اب تیمّم کی ضرورت نہیں رہی بلکہ ان بزرگوں کو بھی تبلیغ کریں۔

حضرت مرزا رسول بیگ صاحبؓ

حضرت مرزا رسول بیگ صاحبؓ رقمطراز ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کی وفات پر جماعت میں اختلاف ہوا تو مَیں ریاست بہاولپور میں تھا۔ مولوی علی احمد حقانی صاحب کے راولپنڈی سے تائیدِ خلافت میں اور اُن کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے خلافت ثانیہ کے خلاف خطوط آنے شروع ہوئے۔ مَیں نے ایک رات استخارہ کیا تو خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک رسہ لٹک رہا ہے۔ میں نے یہ دیکھنے کیلئے کہ مضبوط ہے یا نہیں، دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس پر اپنا بوجھ ڈالا۔ جونہی میں نے بوجھ ڈالا اور دیکھا کہ رسہ مضبوط ہے۔ تو غیب سے آواز آئی ’’اسے مضبوطی سے پکڑ لو میاں محمود کا رسہ ہے‘‘۔ چنانچہ صبح ہی اپنی بیعت کا خط حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھ دیا۔

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کیلئے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے ایام میں بہت دعائے استخارہ کی کہ مولا کریم مجھے اطلاع فرما کہ جس حالت میں اب ہوں یہ درست ہے یا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ درست ہے؟ اس پر مجھے دکھلایا گیا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ لیکن رُخ قبلہ کی طرف نہیں ہے۔ اور سورج کی روشنی بوجہ گرہن بہت کم ہے۔ تفہیم ہوئی کہ یہ تمہاری موجودہ حالت کا نقشہ ہے۔ دوسرے دن بعد نماز عشاء پھر رو رو کر دعا کی تو حضرت مسیح موعودؑ نے خواب میں فرمایا: کہ اصل دعا کا وقت جوف اللیل کے بعد کا ہوتا ہے جس طرح بچہ کے رونے پر والدہ کے پستان میں دودھ آجاتا ہے، اسی طرح پچھلی رات گریہ وزاری کرنے سے خدا کا رحم قریب آجاتا ہے۔ اس کے بعد بندہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی اختیار کرلی۔

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ 1905ء میں بلوچستان کے پہلے سٹیشن ’’جھٹ پٹ‘‘ پر اسٹیشن ماسٹر متعین ہوئے۔ یہ اجاڑ بیابان جگہ تھی اور پچیس تیس میل اردگرد تک آبادی، پانی اور گھاس تک نہ تھا۔ سبی تک صرف ریلوے سٹیشنوں پر پانی دستیاب ہوتا تھا جہاں ریلوے ٹینک یا تالاب میں پانی ذخیرہ کیا جاتا تھا۔ حضرت منشی عبدالغنی صاحب اوجلوی نے وہاں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا اشتہار ’’الانذار‘‘ بھجوایا۔ پھر آپ کو حضورؑ کی کوئی کتاب یا مضمون ملتا تو اس کے مطالعہ سے آپ کا دل حضورؑ کی صداقت کا قائل ہوتا لیکن مخالفین کے اعتراضات کے مطالعہ سے دل میں اضطراب پیدا ہوتا کہ صداقت کدھر ہے۔ تب آپ سنسان مقامات پر جاکر دعائیں کرتے کہ اے اللہ! تو میری راہنمائی فرما!۔

اُن ایام میں آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ میری موت واقع ہونے لگے تو حضرت مرزا صاحب کی فلاں تحریر میرے سامنے کردینا۔ ایک دن اپنی چچی دادی محترمہ مریم صاحبہ اور اہلیہ اور ایک عزیز رشتہ دار کی معیت میں نماز فجر ادا کرکے آپ نے انہیں کہا کہ آپ سب گواہ رہیں کہ آج میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق فیصلہ کے لئے قرآن مجید کھولتا ہوں جو حضورؑ اور مخالفین دونوں کا مشترک و مسلم کلام الٰہی ہے۔ دائیں صفحہ کی تیسری سطر فیصلہ کن ہوگی۔ چنانچہ سورۃ یوسف کا یہ حصہ نکلا کہ یہ بندہ تو پاک فرشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تصرف ایسا ہوا کہ برملا آپ نے کہہ دیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب صادق من اللہ اور مسیح موعود ہیں۔ اور معاً اپنی اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی بیعت کا خط لکھ دیا۔

حضرت چوہدری فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے

حضرت چوہدری فضل محمد صاحب رقمطراز ہیں کہ پہلے میری سکونت موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کی تھی اور بعض دوست میرے پاس آکر حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ باتیں کیا کرتے تھے اور میں کچھ سوال وجواب کیا کرتا تھا۔ اتفاقاً جلسہ 1896ء کے موقعہ پر جب میں گھوڑے پر سوار ہوکر ایک دوست کو ملنے (براستہ قادیان) سری گوبند پور جارہا تھا تو جب مسجد اقصیٰ کے دروازہ کے سامنے پہنچا تو میرے ایک دوست محمد اکبر بٹالوی مسجد کے اندر سے نکلے اور میرے گھوڑے کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ آج جلسہ ہے، میں ہرگز آپ کو نہیں جانے دوں گا۔ انہوں نے میرا گھوڑا کسی رشتہ دار کے ہاں باندھ دیا اور مجھے ساتھ لے کر مسجد کے اندر چلے گئے جہاں حضرت مسیح موعودؑ بیٹھے تھے اور مولوی عبدالکریم صاحب تقریر فرمارہے تھے۔ میں وہاں بیٹھا تقریریں سنتا رہا۔ چنانچہ میں دو دن قادیان میں رہا اور چندہ بھی دیا۔ آخری دن جب بیعت شروع ہوئی تو محمد اکبر نے میرا بھی ہاتھ پکڑ کر اوپر رکھ دیا۔ میں نے دل میں کہا کہ جب تک میرا ارادہ نہ ہو تو بیعت کیا ہوگی۔ خیر میں نے ہاتھ نہ اٹھایا اور دعا میں شامل ہوگیا۔ جب میں واپس گھر گیا تو میرے دل میں یہی خیال گزرا کہ قادیان میں سوائے قرآن شریف کے اور نیک دینی باتوں کے اَور کچھ نہیں سنا۔ اس خیال کے مدنظر میں نے نمازوں میں عاجزانہ دعا شروع کی کہ اے میرے پیدا کرنے والے! مجھے اس رستہ پر چلا کہ جس پر تو راضی ہو……۔ کئی دن کے بعد بٹالہ میں سودا خریدنے گیا تو پہلے محمد اکبر کے پاس گیا اور کہا کہ اس روز آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت والوں میں شامل ہونے کے لئے حضرت صاحب کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا مگر میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ مگر آج مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوش پیدا ہوا ہے اور اب میں اسی جگہ سے قادیان جاتا ہوں اور سچے دل سے توبہ کرکے بیعت میں داخل ہوتا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں قادیان گئے اور مَیں نے بیعت کرلی۔

حضرت پیر محمد عبداللہ صاحبؓ

حضرت پیر محمد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۱۹۰۴ء میں یہاں آیا تو سلسلہ کا سخت مخالف تھا۔ کسی نے کہا چالیس دن دعا کرو تو تمہیں ہدایت مل جائے گی۔ چنانچہ میں نے باقاعدہ نمازیں پڑھنی شروع کردیں اور دعا بھی کرتا رہا۔ اسی اثناء میں ایک دفعہ عصر کے وقت غنودگی کی حالت میں حکیم عبدلرحمٰن صاحب کاغانی (جو ان دنوں میری طرح

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ دسمبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت حضرت مولانا مصلح الدین احمد راجیکی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دل میں درد ، درد میں آنسو ہیں پیار کے
کیا کیا ستم ہیں گردشِ لیل و نہار کے

تم نے تو بزم دَہر سے پہلو بچا لیا
یاں نَوحہ بن کے رہ گئے نغمے بہار کے

وہ درد دے گئی ہے تیری مرگِ ناگہاں
بھولے سے بھی نہ بھولیں گے غم روزگار کے

مصلح ہو صبحِ خُلد کی راحت تمہیں نصیب
آتے ہیں ہم بھی شامِ غریباں گزار کے

طب کا علم سیکھ رہے تھے) میرے سامنے کشف کی حالت میں آگئے اور ایک مسواک مجھے دے کر کہا کہ مولوی نورالدین صاحبؓ نے آپ کو یہ مسواک دی ہے، ہم اتنی مدت سے بیٹھے ہیں ہمیں تو انہوں نے مسواک نہیں دی۔ مسواک کا لینا تھا کہ نظارہ بدل گیا۔ اس وقت میں خلیفہ اولؓ کے مطب کے کوٹھڑی میں بیٹھا ہوا تھا جب یہ نظارہ دیکھا۔ یہ دیکھ کر دل میں ایک شگفتگی پیدا ہوئی۔

پھر ایک رات دیکھا کہ میں حضرت خلیفہ اولؓ کے مطب میں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس جگہ بیٹھے ہیں جہاں حضرت خلیفہ اولؓ مطب کیا کرتے تھے اور لوگ ان کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ اس نظارہ میں حضرت خلیفہ اولؓ نظر نہیں آئے۔ چند اشخاص حضرت مسیح موعودؑ کے گرد جمع ہیں۔ میں بھی ایک آدھ گز کے فاصلہ پر ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت اقدسؑ نے مجھے اپنے پاس بلاکر فرمایا: آپ میرے پاس کبھی آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ تو اس کے جواب میں مَیں نے عرض کیا کہ اب جو میں آگیا ہوں۔ فرمایا۔ اللہ فضل کردے گا۔ یہ نظارہ دیکھ کر تمام اعتراضات جو دل میں تھے، یکے بعد دیگرے مٹنے شروع ہوئے حتیٰ کہ 15/ستمبر 1905ء کو مَیں نے بیعت کرلی۔

اصحاب احمدؑ کے شفاء سے متعلق قبولیت دعا کے واقعات

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۴/فروری ۲۰۰۴ء میں مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیتِ دعا کے چند واقعات بیان کئے ہیں جن کا تعلق غیر معمولی شفاء عطا ہونے سے ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ

مکرم محمد بشیر صاحب 1945ء کا واقعہ بیان کرتے ہیں جب حضرت مصلح موعودؓ کراچی میں تشریف فرما تھے۔ میرے والدین ڈھاکہ سے کراچی آئے ہوئے تھے۔ میرے والد صاحب کو گلے میں کئی دنوں سے سخت تکلیف تھی وہاں کے احمدی اور غیر احمدی معروف ڈاکٹروں نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ آپریشن کے بغیر کوئی علاج نہیں ہے اور آپریشن بھی کم ہی کامیاب ہوتا ہے۔ اس پر ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؓ نے فرمایا: اچھا میں دعا کروں گا۔ والدہ صاحبہ نے اسی وقت کہا کہ حضور! ان کو یہاں تکلیف ہے۔ حضورؓ نے نظر اٹھائی اور گلے کو دیکھا تو والدہ صاحبہ کہنے لگیں: حضور! ابھی دعا کردیں۔ حضورؓ مسکرائے اور دعا کی۔ خدا شاہد ہے کہ ابھی والدہ صاحبہ اور والد صاحب حضور کی کوٹھی سے باہر گئے ہی تھے کہ والد صاحب کہنے لگے کہ مجھے آرام محسوس ہوتا ہے اور جب گلے پر ہاتھ لگا کر دیکھا تو نہ وہاں گلٹی تھی اور نہ ہی درد تھا۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ

حضرت ڈپٹی محمد شریف صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں لاہور میں پریکٹس کیا کرتا تھا تو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ لاہور تشریف لاکر میرے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ تشریف لائے تو ہم دونوں ہرن کا شکار کھیلنے شیخوپورہ کی طرف نکل گئے۔ شیخوپورہ کے آس پاس سارا جنگل تھا۔ وہاں ایک کٹیا میں ایک عمر رسیدہ سکھ لیٹا تھا اور شدید سر درد سے کراہ رہا تھا۔ اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گزشتہ کئی روز سے اس کی یہی حالت ہے اور کسی دوا یا تعویذ سے آرام نہیں آتا۔ میں نے حضرت میاں صاحبؓ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپؓ نے بعض دعائیں پڑھ کر اس پر دَم کیا تو اسے فوراً آرام آگیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر ہماری غریبانہ طرز پر بہت خاطر مدارات کی۔

حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ

محترم عبدالسمیع صاحب نون بیان کرتے ہیں کہ میرے بھانجے محمد زبیر کے والدین فوت ہوچکے تھے۔ اوائل 1980ء میں وہ کینسر سے شدید بیمار ہوا حتیٰ کہ جان کے لالے پڑگئے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو تار دیا اور یہ الفاظ لکھ کر دعائے خاص کی درخواست کی کہ: "Nothing can be done for Zubair"

پھر ربوہ جاکر حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری پریشان حالی پر آپؓ کو ترس آیا۔ بیماری کی تفصیل سننے کے بعد چند ثانیہ توقف کیا اور پھر اپنے ربّ کریم پر توکل کرتے ہوئے بڑے وثوق کے ساتھ پُر شوکت آواز میں فرمایا کہ تم بے فکر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ محمد زبیر کو ضرور شفادے گا۔ سُتّی بوٹی پلانا شروع کردو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اُسے شفا عطا فرمادی۔

مکرم سردار عبدالقادر صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چنیوٹ لکھتے ہیں:۔ فروری 1949ء میں حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ نے شدید بیماری کے حملہ سے صحت یابی پر حضرت سیدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ کے لئے محبت پیار اور شکر گزاری کے جذبات کا اظہار اخبار میں کیا۔ اُن دنوں خاکسار ڈاڈر سینی ٹوریم میں ایک دوست کی عیادت کے لئے ٹھہرا ہوا تھا۔ اکثر فارغ اوقات میں محترم ڈاکٹر ابرار احمد صاحب ہمارے پاس ٹھہر جاتے۔ ایک روز ان کے ہمراہ ایک نوجوان ڈاکٹر تشریف لائے جن کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اُن سے میرے احمدی ہونے کا ذکر کیا تو بیٹھتے ہی اس نوجوان ڈاکٹر نے مجھ سے حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحبؓ کی صحت کے متعلق دریافت کیا۔ مَیں نے اُن کی صحت یابی کا بیان کیا تو وہ ڈاکٹر صاحب کسی گہری سوچ میں پڑگئے۔ آخر پوچھنے پر بتایا کہ مَیں حضرت نواب صاحب کی بیماری کے دوران لاہور میں تھا اور مجھے ان کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ اکثر رات کو جب میں اُن کے کمرہ میں جاتا تو اُن کی بیگم کو چارپائی پکڑے صحت یابی کیلئے دعائیں کرتا پاتا۔ میں نے اپنی ڈیوٹی کے دوران رات کو بھی ان کی بیگم صاحبہ کو نیند یا آرام کی حالت میں نہیں دیکھا، بس دعا کی حالت میں دیکھا۔ اب آپ سے ان کی صحت یابی کا سن کر خدا تعالیٰ کی شان کریمانہ پر گہری سوچ میں پڑ گیا تھا کہ وہ مریض جس کی زندگی کے بظاہر کوئی آثار نہیں تھے اور خیال تھا کہ وہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہوچکے ہوں گے مگر اُنکی صحت کا سن کر اُن کی بیگم صاحبہ کی راتوں کی گریہ وزاری کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور میں یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر جب میں موضع سعد اللہ پور گیا تو میں نے چوہدری اللہ داد صاحب کو (جو ابھی احمدیت سے مشرف نہ ہوئے تھے) مسجد کی دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا کہ وہ دمہ کے شدید دورہ میں مبتلا تھے۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں پچیس سال سے پرانا دمہ ہے جس کی وجہ سے زندگی دوبھر ہوگئی ہے، معالجوں اور طبیبوں نے موروثی اور مزمن ہونے کی وجہ سے اسے لاعلاج قرار دیدیا ہے اس لئے اب میں اس کے علاج سے مایوس ہوچکا ہوں۔ میں نے کہا ”آنحضرتؐ نے تو کسی بیماری کو لاعلاج قرار نہیں دیا۔ ...... آپ ناامید نہ ہوں اور ابھی پیالہ میں تھوڑا سا پانی منگائیں، میں آپ کو دَم کردیتا ہوں“۔ چنانچہ میں نے پانی پر دَم اتنی توجہ سے کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی صفت شافی کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں برستے ہوئے نظر آئے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ اب یہ پانی افضال ایزدی اور حضرت مسیح پاک کی برکت سے مجسم شفا بن چکا ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ پانی انہیں پلایا تو آن کی آن میں دمہ کا دورہ رُک گیا اور پھر اس کے بعد کبھی انہیں یہ عارضہ نہیں ہوا۔ اور وہ تقریباً پندرہ سولہ برس مزید زندہ رہے۔ اس قسم کے نشانات کے نتیجہ میں وہ خدا کے فضل سے مخلص احمدی بن گئے۔

مکرم چوہدری عبدالقیوم صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۳/فروری ۲۰۰۴ء میں مکرم مرزا لطیف احمد صاحب نے مکرم چودھری عبدالقیوم صاحب سابق صدر جماعت سرائے عالمگیر (ضلع گجرات) کا اختصار سے ذکر خیر کیا ہے جن کی وفات 21/اگست 2003ء کو ہوئی تھی۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ خاکسار 1975ء میں ملٹری کالج جہلم (سرائے عالمگیر) میں ملازم ہوا۔ اسی سال سرائے عالمگیر جماعت جہلم سے الگ ہوکر باقاعدہ جماعت بن گئی تو محترم چودھری عبدالقیوم صاحب اس کے صدر بنے اور ۲۵ سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ آپ نیکی، پارسائی، تقویٰ، سچائی اور تحمل و بردباری کی تصویر تھے۔ لمبی نمازیں اور لمبے سجدوں میں وقت گزارنا ان کا معمول تھا۔

محترم چوہدری صاحب کے آباؤاجداد اورنگ زیب کے زمانہ سے سرائے عالمگیر میں آباد اور زمین کے مالک چلے آرہے ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں شہر کے چاروں طرف فصیل تھی۔ 1980ء تک اس کے آثار باقی تھے پھر آبادی کی وجہ سے یہ فصیل برباد ہوگئی۔ آپ کے دادا شمس الدین مشہور زمیندار تھے۔ ان کے پانچ بیٹے تھے جن میں سے چار نے احمدیت قبول کرلی۔ ایک بیٹے نیک محمد صاحب کینیا (افریقہ) میں بسلسلہ ملازمت گئے تو ایک احمدی کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ دوسرے بیٹے سیف علی بھی بھائی سے جاکر ملے تو احمدی ہوگئے۔ اسی طرح رحم علی صاحب روزگار کے سلسلہ میں بصرہ گئے تو وہاں احمدیت قبول کی۔ چوتھے بیٹے دیوان علی اُس وقت مخالفت میں پیش پیش تھے جب حضرت مسیح موعودؑ جہلم تشریف لائے تھے اور ان کے ہاتھ میں کنکر بھی تھا جو انہوں نے مارنے کی غرض سے اوپر کیا ہی تھا کہ اچانک ان کی نظر حضرت مسیح موعودؑ کے چہرہ پر پڑی۔ تب فوراً ہی ہاتھ نیچے کو آرہا اور دل و دماغ اس دیدار سے بہت متاثر ہوئے۔ اُن کے بھائی منشی رحم علی صاحب اخبار الحکم منگوایا کرتے تھے۔ چنانچہ دیوان علی صاحب یہ اخبار چوری چھپے اپنے کپڑوں میں لپیٹ کر باہر لے جاتے اور کھیتوں میں تنہائی کے دوران مطالعہ کرتے۔ اس مطالعہ کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے بیعت کا ارادہ کرلیا اور پاپیادہ قادیان روانہ ہوگئے۔ اور خلافت اولیٰ کے زمانہ میں بیعت کر کے واپس آئے۔ چوہدری عبدالقیوم صاحب انہی کے فرزند اکبر تھے۔

مکرم چودھری صاحب 1921ء میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید کا اکثر حصہ حفظ تھا۔ 16 سال کی عمر میں برٹش انڈین آرمی میں بطور سپاہی بھرتی ہوئے۔ جنگ عظیم دوم میں جب سنگاپور پر جاپان کا قبضہ ہوا تو آپ بھی جنگی قیدیوں میں شامل تھے۔ جنگ کے اختتام پر قید سے رہائی ملی جس کے بعد فوج سے بھی فارغ کردیئے گئے۔ مختلف فوجی خدمات پر آپ کو چھ میڈل ملے۔

مکرم چوہدری صاحب جماعت احمدیہ سرائے عالمگیر کے روح رواں تھے۔ آپ کے والد نے احمدیہ مسجد کے لئے اپنی زمین میں جگہ مختص کردی تھی۔ یہ مسجد وقار عمل کے ذریعہ ۱۹۷۶ء میں تعمیر ہوئی اور اس کے ساتھ مربی ہاؤس، قبرستان اور مسجد کے صحن کی توسیع کیلئے زمین چوہدری صاحب کی اہلیہ مکرمہ امۃالحفیظ صاحبہ نے بطور عطیہ دی۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۶/جنوری میں شامل اشاعت مکرمہ امۃالرشید بدر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہر رنگ ترا رنگ تھا ہر حسن ترا حسن
تُو نازش گل نازش صد شمس و قمر تھا
چھٹتے تھے تری ذات سے اندر کے اندھیرے
اس دہر کی ظلمات میں تُو چاند نگر تھا
تھی برق سے بڑھ کر تیری رفتار کی تیزی
لمحات میں کاٹا تھا جو صدیوں کا سفر تھا
تُو ابر تھا جو برسا سدا خشکی تری پر
خالی تیرے اس فیض سے نہ بحر نہ بر تھا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday August 13, 2004 | Issue No. 33

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ نمبر ۲

(Dr.Prem Sherma) تشریف لائے۔آپ ہیومن رائٹس کے حق میں زوردار مہم چلانے والے افراد اور اداروں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔آپ نے فرمایا ’’مجھے پہلی بار جماعت سے متعارف ہونے کا موقع ملا ہے۔اور مجھے یہ آگہی حاصل ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی صحیح تعلیمات کو پیش کرتی ہے۔یہ دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئی ہیں کہ اسلام کی پرامن حقیقی اور حسین تعلیم یہی ہے کہ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘۔

آپ نے حضور انور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میری خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام دنیا کی قیادت کریں۔میں اور میرے ساتھی آپ کے ممد و معاون بن کر اس نیک مقصد کے حصول کے لئے کوشش کریں گے۔

❁......سوئٹزرلینڈ کی نیشنل اسمبلی کے نمائندے آنریبل گیری مُلّر (Hon .Geri Muller) خطاب کے لئے تشریف لائے۔آپ نے اپنے ملک کے عوام کی بہبود کے لئے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں ان کے صلہ میں سوئٹزرلینڈ کے عوام آپ کو مرکزی کابینہ کے اہم رکن کے طور پر منتخب کر کے لے آئے۔آپ انسانی نفسیات (Human Psychology) کے مستند ماہر گردانے جاتے ہیں،انہوں نے فرمایا اسلامی تعلیمات کی جو تصویر مجھے احمدی احباب کے ذریعہ دیکھنی نصیب ہوئی ہے اُسے ساری دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔کون ہے جو ایسی تعلیم کو رد کر سکے۔آج کُل عالم کو اس کی ضرورت ہے۔آپ نے بڑے جذباتی انداز میں حضور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا’’ آپ ہمارے ملک میں تشریف لائیں۔ہمارے ملک کو روحانیت کی ضرورت ہے جو صرف اور صرف احمدیت کے ذریعہ مل سکتی ہے۔‘‘

❁......آپ کے بعد غانا کے ممبر آف پارلیمنٹ مسٹر ساہنوں مُگتاری جو مغربی بالائی ریجن کے وزیر بھی رہے ہیں اور یونیورسٹی آف کیپ کوسٹ (Cape Coast) کے گریجوایٹ ہیں اور غانا کے بہترین زمیندار کا خطاب پانے والے ممتاز فرد ہیں۔آپ نے عزت مآب صدر مملکت غانا کا خصوصی پیغام حضور اور عالمگیر جماعت احمدیہ اور شرکائے جلسہ کے نام پڑھ کر سنایا۔

صدر مملکت نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی محسوس ہوئی ہے کہ آپ اور آپ کی مخلص جماعت ہمارے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کر رہے ہیں۔آپ کا حالیہ دورہ غانا اس بات کا غماز ہے کہ آپ کے دل غانا کے لوگوں کے لئے محبت اور ہمدردی سے معمور ہیں۔میں جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے متمنی ہوں۔‘‘

❁......جلسہ سالانہ میں جن دیگر ممتاز شخصیات نے خطاب فرمایا اور جماعت کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا ذکر کیا اور جماعت کے پرامن کردار کو خراج تحسین پیش کیا ان میں بیرونیس ایما نکلسن Baroness Emma Nicholson بھی ہیں۔آپ 1999ء سے ممبر آف یورپیئن پارلیمنٹ ہیں۔آپ بالخصوص امور خارجہ اور حقوق انسانی کے لئے برطانیہ کی نمائندگی کرتی ہیں۔آپ یورپیئن کمیٹی برائے امور خارجہ کی وائس چیئر بھی ہیں۔آپ ممتاز سکالر اور مصنفہ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے اعلیٰ نصب العین کی طرح یورپیئن یونین کے بھی اعلیٰ مقاصد ہیں۔آپ نے ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے ماٹو کو بہت سراہا۔

❁......انہی افراد میں سٹن (Sutton) کے میئر بھی شامل ہیں جنہوں نے خطاب فرمایا۔آپ کا نام کونسلر ٹونی برَیٹ ینگ ہے (Cllr Tony Brett Young) آپ آسٹریلیا کے باشندہ ہیں۔برطانیہ کی سیر کے لئے آئے اور پھر اسی ملک کی محبت کے اسیر ہو گئے۔آپ نے دنیا کی بڑے پیمانہ پر سیاحت کی ہے۔آپ ویتنام، الجیریا،نائیجر اور بورکینا فاسو بھی گئے ہیں جہاں آپ نے بچوں کی کربناک حالت کا مطالعہ کیا اور پھر آپ بچوں کی بہبود کی خاطر دن رات ایک کرنے لگے۔1980ء میں آپ سیاست سے وابستہ ہو گئے اور اس سال لنڈن بارو آف سٹن کے میئر منتخب ہوئے۔آپ نے بھی جماعتی خدمات کا اعتراف کیا اور امن عالم کے قیام کے لئے جماعت کے کردار کی تعریف کی۔

❁......مسٹر بلدیو سنگھ مگھیرا۔سکھ کمیونٹی کے ایک ممتاز فرد ہیں اور انٹرفیتھ فورم کے سرکردہ رکن ہیں۔آپ مذہبی تعلیم کی ایڈوائزری بوڈی (SACRE) کے ممبر ہیں۔آپ کو جلسہ میں شرکت کے لئے ٹوٹنگ خالصہ سنٹر کے صدر نے اپنی نمائندگی کے لئے بھجوایا۔آپ نے حضرت بابا گورونانک کی امن و آشتی کی تعلیم کا ذکر کیا اور جماعت احمدیہ کے کردار کی تعریف کی۔

❁......ہز میجسٹی کنگ آف اَلاڈا جو افریقہ کے بادشاہوں کی کونسل کے سربراہ ہیں اور مخلص احمدی ہیں۔آپ Benin سے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔آپ نے فرمایا کہ بنین اور سارے افریقہ کے بادشاہ آپ کے ساتھ ہیں۔آپ نے ہمیں دہشت گردی سے نفرت دلائی اور اسلام کے محبت و آشتی کے پیغام سے روشناس کرایا۔

❁......گیانا (Guyana) کے دور دراز ملک سے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے دوست مسٹر عمر احمد گلاسگو (Omar Ahmad Glasgo) نے بھی خطاب فرمایا۔آپ گیانا (ساؤتھ امریکہ) کی پولیس کے اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔آپ نے 1992ء میں اسلام قبول کیا تھا۔گذشتہ چار سال سے آپ مخلص احمدی مسلمان ہیں۔آپ بڑے ماہر کھلاڑی ہیں،آپ نے کرکٹ،فٹ بال،ہاکی اور کراٹے میں اپنے ملک کی نمائندگی کی ہے۔ آپ اس وقت وزارت داخلہ میں خدمت انجام دے رہے ہیں اور ملک کے وزیراعظم کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ جس میں جناب Rt .Hon .Samuel A. Hinds نے حضور انور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ’’میں آپ کو جلسہ سالانہ کے انعقاد کی مبارک پیش کرتا ہوں۔مجھے بتایا گیا کہ غانا میں آپ نے کیسی عظیم خدمات تعلیم اور زراعت کے میدان میں سرانجام دی ہیں اور وہاں آپ کے حالیہ کامیاب دورہ کا علم ہوا ہے۔ہمارے ملک کی ترقی کے لئے درخواست دعا ہے۔‘‘

❁......Hon.Guessoa Desire'Gnonkonte آئیوری کوسٹ کے وزیر ثقافت اور مذہبی امور ہیں۔آپ یہ لمبا سفر اختیار کر کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔آپ نے حضور کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔آپ نے اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لئے درخواست دعا کی اور کہا کہ آپ تعلیم،صحت اور غربت پر قابو پانے کیلئے ہمارے ملک کی جو امداد فرما رہے ہیں ہم اس کے لئے آپ کے شکرگزار ہیں۔

❁......Hon.Roger Kaliff یورپیئن یونین میں سویڈن کے نمائندہ ہیں۔آپ نے فرمایا مجھے حیرت انگیز خوشی ہوئی جب میں نے جماعت احمدیہ کی قائم کردہ چیریٹی ہیومینٹی فرسٹ کی کارکردگی ملاحظہ کی۔افریقہ کے لوگوں کو IT کی ٹریننگ دیتے ہوئے دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ذکر خیر کیا اور کہا کہ سارے عالم اسلام میں فزکس میں نوبیل انعام لینے والے وہ پہلے مسلمان تھے۔آپ نے کہا کہ میں جلسہ کے اس روحانی ماحول کو کبھی بھلا نہ سکوں گا۔‘‘

❁......جناب اوانان کاڈی میر (Mr.Ivanon Kadimir) قازقستان کے چیف انسپکٹر پولیس اور کونسل آف امور مذہبی کے رکن ہیں۔آپ نے بتایا کہ دس سال قبل جماعت احمدیہ ان کے ملک میں قائم ہوئی تھی۔1904ء میں جب ہمارے ملک میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچا تھا تو Tolstoy (ٹالسٹائے) نے بھی اس کی بے حد تعریف کی تھی۔‘‘

❁......کونسلر مارگریٹ برائیلی میئر آف لنڈن بارو آف مرٹن نے جلسہ میں شرکت کی۔اور اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں جلسہ میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے۔آپ نے بھی جماعت کی بہبود انسانیت سے متعلق خدمات کی تعریف کی۔

❁......ڈاکٹر علی نذیر ڈائریکٹر آف Amar Charity نے شامیانہ میں کلمہ اور جماعت کے ماٹو Love For all کی بہت تعریف کی۔آپ نے فرمایا یہی سچا اسلام ہے۔میں احمدیت کا خوشگوار اثر لے کر اپنے ملک کو لوٹوں گا۔مجھے امید ہے کہ ہمارے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوں گے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نظام وصیت

حضرت مصلح موعودؓ وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

’’پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا،اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا،جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا،جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی‘‘۔

ایسے احباب جماعت جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے۔ان سے درخواست ہے کہ اس میں شامل ہو کر اس کے فیوض و برکات کے وارث بنیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔